مجھے دینِ اسلام سے پیار ہے

خلیفہ بلا فصل امیر المؤمنین

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

تالیف

خادمِ دینِ اسلام

منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

مدیر اعلیٰ ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور

ملنے کا پتا

جامع مسجد نگینہ

A-977 بلاک B-III گجر پورہ (چائنہ) سکیم لاہور

042-36880027-28,0300-4274936

جملہ حقوق بحق مؤلّف محفوظ ہیں

نام کتاب : ''خلیفہ بلافصل امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ''

مؤلف : منیر احمد یوسفی (ایم-اے)

مدیرِ اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور-

کمپوزر و ڈیزائنر : محمد عثمان علی یوسفی، حافظ محمد عظیم احمد یوسفی

کمپوزنگ : ابوبکر کمپیوٹر سینٹر 042-36846677

پروف ریڈنگ : مفتی حافظ صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی،

مفتی حافظ محمد رضوان یوسفی، مفتی حافظ محمد آصف یوسفی

سن اشاعت پہلی مرتبہ : جمادی الثانی ۱۴۳۱ھ، جون ۲۰۱۰ء (۱۱۰۰)

سن اشاعت دوسری مرتبہ : جمادی الثانی ۱۴۳۶، اپریل ۲۰۱۵ء (۲۱۰۰)

ہدیہ : ۸۰ روپے

ناشرین : صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی (ایم۔سی۔ایس)

مفتی حافظ صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی

صاحبزادہ محمد ابوبکر صدیق یوسفی زمزمی

ویب سائٹ ایڈریس www.seedharastah.com

ای- میل ایڈریس info@seedharastah.com

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۲	جملہ حقوق۔	۱۔
۳	فہرست مضامین۔	۲۔
۷	شانِ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔	۳۔
۷	اِسمِ گرامی، عتیق کہلانے کی وجہ۔	۴۔
۹	صدیق کہلانے کی وجہ۔	۵۔
۱۰	سلیم فطرت، اگر خلیل ہوتے تو؟	۶۔
۱۱	مال کے ذریعے قربانی۔	۷۔
۱۲	مالِ صدیقی رضی اللہ عنہ کا فائدہ۔	۸۔
۱۳	امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز۔	۹۔
۱۳	اِمامت کا حق۔	۱۰۔
۱۴	یارِ غار۔ جنت کے بوڑھوں کے سردار۔	۱۱۔
۱۵	وزیر۔ مَردوں میں سب سے پیارے۔	۱۲۔
۱۶	قدرتِ خداوندی پر یقین	۱۳۔
۱۷	جنتیوں کی صفات۔	۱۴۔
۱۸	نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد فیصلہ کرنے والی شخصیت۔	۱۵۔
۱۸	سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے۔	۱۶۔
۱۹	جنت کے ہر دروازے سے آواز۔	۱۷۔
۲۰	بلند درجے والے / قیامت کے دن کا منظر۔	۱۸۔
۲۱	کس کی نیکیاں زیادہ ہیں؟	۱۹۔
۲۱	شانِ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔	۲۰۔
۲۱	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اِقتداء کے قابل۔	۲۱۔
۲۲	امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے تحریر۔	۲۲۔

WWW.SEEDHARASTAH.COM

۲۳۔ رمز شناس۔ ۲۲
۲۴۔ سب سے بہتر / واقعۂ محبت۔ ۲۳
۲۵۔ خصائص امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ / تعمیر مسجد ۲۵
۲۶۔ آلِ ابوبکر رضی اللہ عنہم کی برکتیں۔ ۲۵
۲۷۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عقیدہ و اِیمان۔ ۲۷
۲۸۔ واقعۂ صلح حدیبیہ۔ ۲۷
۲۹۔ عروہ بن مسعود کو دندان شکن جواب۔ ۲۹
۳۰۔ صلح حدیبیہ پر عقیدۂ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ۳۰
۳۱۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کا مکالمہ۔ ۳۰
۳۲۔ شرائط صلح حدیبیہ۔ ۳۲
۳۳۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر اِعتماد۔ ۳۲
۳۴۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان۔ ۳۳
۳۵۔ مقام امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ ۳۳
۳۶۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اَخلاق۔ ۳۴
۳۷۔ مکارمِ اَخلاق۔ ۳۴
۳۸۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے ہاتف غیبی سے آواز۔ ۳۵
۳۹۔ تقویٰ وطہارت / خوفِ خدا۔ ۳۶
۴۰۔ تواضع اور سادگی۔ ۳۷
۴۱۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تواضع / خودداری۔ ۳۸
۴۲۔ فقر اور درویشی / حُسنِ خلق۔ ۳۹
۴۳۔ اِنکساری۔ ۴۰
۴۴۔ زُہد۔ ۴۱
۴۵۔ اِنفاق فی سبیل اللہ۔ ۴۳
۴۶۔ شجاعت۔ ۴۴

۴۷۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خطبات۔ ۴۵
۴۸۔ خطبۂ دیگر۔ ۴۷
۴۹۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نصائح، اوّلیات۔ ۴۸
۵۰۔ محاسنِ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ/صاحبِ مشاہدہ۔ ۵۰
۵۱۔ امیر الشاکرین/ اللہ جل جلالہ کی خوشنودی کے لئے غلام آزاد کرنا۔ ۵۱
۵۲۔ نماز میں ہلنے کی ممانعت۔ ۵۲
۵۳۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف سے فرشتے کا جواب دینا۔ ۵۲
۵۴۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اندازِ تبلیغ۔ ۵۳
۵۵۔ دُعائے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ ۵۴
۵۶۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا توکل۔ ۵۴
۵۷۔ تحریکِ ختم نبوت کے بانی۔افضل الناس۔ ۵۵
۵۸۔ لشکرِ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ۔ ۵۶
۵۹۔ جیشِ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی، لشکر کو نصیحت۔ ۵۸
۶۰۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا فیصلہ، مہم کا نتیجہ اور فوائد۔ ۵۹
۶۱۔ مانعینِ زکوٰۃ۔ ۶۰
۶۲۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے گفتگو۔ ۶۲
۶۳۔ وفود کی ناکام واپسی اور مدینہ منورہ کی حفاظت کے اقدامات۔ ۶۳
۶۴۔ مدینہ منورہ پر شب خون۔ ۶۴
۶۵۔ مدینہ منورہ پر حملہ کی تیاریاں۔ ۶۵
۶۶۔ عبس و بنوذ وبیان کی غداری۔ ۶۶
۶۷۔ ذوالقصّہ کو روانگی۔ ۶۶
۶۸۔ مانعینِ زکوٰۃ کی مکمل سرکوبی۔ ۶۷
۶۹۔ مسیلمہ کذّاب اور اہلِ یمامہ سے جنگ۔ ۶۸
۷۰۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی نامزدگی۔ ۶۹

۷۱۔ نامورانِ مہاجرین وانصار کی شرکت۔	٦٩
۷۲۔ مجاہدین کا جوش وخروش۔ مسلمانوں کا دوسرا حملہ۔	۷۰
۷۳۔ مسیلمہ کذّاب کا قتل۔	۷۲
۷۴۔ جنگ کا اثر۔ قصہٗ اِرتداد اور بغاوت پر ایک نظر۔	۷۳
۷۵۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دینی خدمات۔	۷۵
۷٦۔ آیتِ قرآنیہ کی تشریح۔	۷۸
۷۷۔ تبلیغ دین / جمع قرآن۔	۷۹
۷۸۔ سورتوں کی ترتیب۔	۷۲
۷۹۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے جمع قرآن میں فرق۔	۸۴
۸۰۔ راویانِ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔	۸۷
۸۱۔ تابعین راویوں کے نام / چند مرویات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔	۸۷
۸۲۔ نمازِ فجر اور اُس کی اَہمیت۔	۸۷
۸۳۔ جو لوگ جنت میں داخل نہیں ہوں گے / جہاد ترک کرنے والی قوم۔	۸۸
۸۴۔ دوزخ کے عذاب سے بچنے کا طریقہ۔	۸۸
۸۵۔ علم وتحریر حدیث کا اَجر وثواب۔	۸۹
۸٦۔ جانور کیوں شکار ہوتے ہیں اور درخت کیوں کٹتے ہیں؟	۸۹
۸۷۔ عادل سلطان یا حکمران۔	۸۹
۸۸۔ گھر بنانے سے پہلے / حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی مشابہت۔	۹۰
۸۹۔ رعایا کے حقوق کی حفاظت نہ کرنے والے حاکم پر اللہ جل جلالہ کی لعنت	۹۰
۹۰۔ فضیلت خیرات۔	۹۱
۹۱۔ ریاض الجنۃ۔ اَنبیاء کرام علیہم السّلام کی تدفین۔ وصال۔	۹۲

☆☆☆

شانِ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

اِسم گرامی:

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اِسم گرامی **عبداللہ** بن عثمان ابوقحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہے۔آپ کے ساتویں دادا یعنی مُرّہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلۂ مبارک سے ملتے ہیں۔آپ کا لقب **صدیق** آسمانوں سے اُترا اور کنیت **عتیق** ہے۔ والد ماجد کا نام (حضرت) **عثمان** اور کنیت (حضرت) **ابوقحافہ** (رضی اللہ عنہ) تھی۔والدہ ماجدہ کا نام (حضرت) سلمیٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اور کنیت اُم الخیر تھی۔ خاندانی رشتہ سے اپنے شوہر کی چچازاد بہن بھی تھیں۔ [1]

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ قریش کی ایک شاخ تیم سے تعلق رکھتے تھے۔امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ولادت عام الفیل کے اَڑھائی برس بعد ہوئی۔یعنی سنِ ہجری کے آغاز سے پچاس برس چھ ماہ قبل۔ آپ حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے کم وبیش تین برس چھوٹے تھے۔

آپ کے والدین، آپ، آپ کی اَولاد اور آپ کی اَولاد کی اَولاد یعنی چار پشتیں صحابی ہیں رضی اللہ عنہم۔ مثلاً عبداللہ بن زبیر بن عوام، اَسماء بنتِ ابوبکر بن ابوقحافہ اور ابوعتیق بن عبدالرحمٰن بن ابوبکر بن ابوقحافہ رضی اللہ عنہم یہ اعزاز امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خاندان کے سوا کسی کو حاصل نہیں ہوا۔

عتیق کہلانے کی وجہ:

ایک مرتبہ (حضور) نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو دیکھا تو فرمایا: **اَنْتَ عَتِیْقُ اللّٰہِ مِنَ النَّارِ** [2] "تم اللہ (عزوجل) کی طرف سے دوزخ سے آزاد ہو"۔ اُسی وقت سے اُن کا لقب **عتیق** پڑ گیا۔ اِس کے علاوہ اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ

---

[1] طبقات ابن سعد تذکرۂ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ [2] ترمذی جلد ۲ ص ۲۱۴۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی صاف تصریح ہے۔ کہ عتیق آپ ہی کا لقب تھا۔[۳]

ظہورِ اسلام سے قبل ہی آپ بہت بڑے رئیس اور صاحبِ وجاہت تھے اور قریش کے رؤساء میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اَیسے شخص تھے جن کی ذات پر قوم جمع ہو جاتی تھی۔ صاحبِ خلق، صاحبِ خیر، عالی نسب، نسب دان، بلند مرتبہ تاجر اور عظیم اِنسان تھے۔ خون بہا کا فیصلہ آپ کے سپرد تھا اور تمام قریش آپ کے فیصلہ کی تصدیق و تائید کرتے ہوئے خون بہا کا بھار برداشت کرتے تھے۔ جب حضور نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوتِ اِسلام دی تو مَردوں میں سب سے پہلے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اِسلام لائے پھر آپ کی دعوت پر عشرہ مبشرہ میں سے پانچ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اِسلام لائے۔ (۱) حضرت عثمان بن عفان، (۲) حضرت زبیر بن عوام۔ (۳) حضرت عبد الرحمان بن عوف۔ (۴) حضرت سعد بن ابی وقاص اور (۵) حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہم۔ نیز آپ کی دعوت پر آپ کے والدین اور آپ کے دو بیٹے اور پوتے مشرف بہ اِسلام ہوئے۔ حضور نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بڑی قدر فرماتے اور اُن کے سامنے اُن کی تعریف فرمایا کرتے تھے اور دوسروں سے بھی اُن کی تعریف سُنا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ جناب رسولِ کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسّان رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے حسّان (رضی اللہ تعالیٰ عنک)! تو نے (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں کچھ کہا ہے؟ تو (حضرت حسّان رضی اللہ عنہ نے) عرض کیا، جی ہاں: چنانچہ اُنہوں نے یہ شعر پڑھے:

وَثَانِیَ اثْنَیْنِ فِی الْغَارِ الْمَنِیْفِ
وَقَدْ طَافَ الْعَدُوُّ بِهٖ اِذْصَعِدُوا الْجَبَلَا
وَكَانَ حِبَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَدْ عَلِمُوْا
خَیْرُ الْبَرِیَّةِ لَمْ یَعْدِلْ بِهٖ رَجُلًا

---

[۳] تاریخ طبری جلد۲ ص ۶۱۵۔

''وہ مبارک غار میں دو میں دوسرے ہیں۔ دشمنوں نے آپ کا گھیراؤ کیا جب کہ وہ پہاڑ پر چڑھے۔ اور آپ جناب رسولِ خدا ﷺ کے محبّ ہیں لوگ جانتے ہیں۔ ساری مخلوق سے بہتر ذاتِ ستودہ صفات نے آپ کے برابر کسی شخص کو نہیں کیا''۔ ؁

یہ اَشعار سُن کر آپ ﷺ اِس قدر مسکرائے کہ آپ ﷺ کے نورانی دندان مبارک ظاہر ہو گئے پھر فرمایا: تم نے بالکل سچ کہا۔ واقعی (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ایسے ہی ہیں۔

صدیق کہلانے کی وجہ:

آپ کا دوسرا لقب **صدیق** تھا۔ بعض لوگ اِس کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے اِسلام قبول کیا تھا لیکن جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔ اِس کی زیادہ صحیح وجہ یہ ہے کہ حضور نبی (کریم رؤف و رحیم ﷺ) نے شبِ معراج میں (حضرت) جبرائیل امین (علیہ السلام) سے پوچھا کہ میری قوم میں اِس واقعہ کی تصدیق کون کرے گا؟ اُنھوں نے جواب دیا کہ **یُصَدِّقُکَ اَبُوبَکرٍ وَّ ھُوَالصِّدِّیقُ** ؎ ''(امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) آپ (ﷺ) کی تصدیق کریں گے۔ وہ صدیق ہیں''۔

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' جب سرکار رحمۃ اللعالمین ﷺ کو مسجد اقصیٰ کی طرف لے جایا گیا تو صبح لوگوں نے اِس کا چرچا کیا تو کچھ اَیسے بھی تھے جو دین سے پھرنے لگے جو آپ ﷺ پر اِیمان لے آئے تھے اور آپ ﷺ کی تصدیق کر چکے تھے اور یہ لوگ اِس خبر کو لے کر امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس دوڑے گئے اور کہنے لگے کیا تمھیں اپنے صاحب کی بھی خبر ہے وہ یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ اُن کو آج رات بیت المقدس لے جایا گیا تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر

؁ تفہیم البخاری جلد۵ ص ۵۳۸ ـ ؎ طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔

اُنھوں نے اَیسا فرمایا ہے تو سچ فرمایا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ تم اُن کی اِس بات کی تصدیق کرتے ہو کہ رات میں بیت المقدس پہنچ گئے اور صبح ہونے سے پہلے واپس بھی آ گئے۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تو اُن کی اُس بات کی بھی تصدیق کرتا ہوں جو اِس سے بھی بعید ہے میں اُن کی اُن آسمان کی خبروں کی تصدیق کرتا ہوں جو وہ صبح وشام ہمیں دیتے ہیں۔ چنانچہ اِس بناء پر اُن کا نام ابوبکر صدیق ہو گیا۔

سلیم فطرت:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فطرت شروع سے ہی سلیم تھی۔ چنانچہ آپ کو اِسلام سے پہلے بھی بت پرستی سے نفرت تھی اور شراب نوشی کو بُرا جانتے تھے۔ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے تاریخ الخلفاء میں حضرت ابونعیم علیہ الرحمہ کے حوالے سے اُم المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ قول نقل کیا ہے کہ: **لَقَدْ حَرَّمَ اَبُوْبَكْرٍ الْخَمْرَ عَلٰى نَفْسِهٖ فِى الْجَاهِلِيَّةِ** [٦] ''(امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) نے عہدِ جاہلیت میں ہی شراب اپنے اُوپر حرام کر رکھی تھی''۔

اگر خلیل ہوتے تو؟

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی (کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: **لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا غَيْرَ رَبِّىْ لَاتَّخَذْتُ اَبَابَكْرٍ خَلِيْلًا وَلٰكِنَّ اُخُوَّةَ الْاِسْلَامِ وَمَوَدَّتَهٗ** [٧] ''اگر میں اپنے رَب کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو خلیل بناتا لیکن اُن سے اِسلامی اُخوت اور محبت ہے''۔

نوٹ: خلیل یا تو بنا ہے خُلت خ کی پیش سے یعنی دِلی دوست جس کی محبت دِل کی گہرائی میں اُتر جائے۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا اَیسا محبوب صرف اللہ عزوجل

---

[٦] تاریخ الخلفاء ص ۲۴ (عربی چھاپہ بیروت)۔ [٧] بخاری جلد ۱ ص ۵۱۶، تیسیر الباری جلد ۵ ص ۷، تفہیم البخاری جلد ۵ ص ۵۴۷، فتح الباری جلد ۷ ص ۱۴، عمدۃ القاری جلد ۸ جز ۱۶ ص ۱۷۵، مشکوٰۃ ص ۵۵۴، الحاوی للفتاویٰ للسیوطی جلد ۵ ص ۶۲۶۔

ہی ہے یا یہ بنا ہے خَلت خ کی فتح سے بمعنی حاجت' اور وہ دوست جس پر توکل کیا جائے اور ضرورت کے وقت اُس سے مشکل کشائی اور حاجت رَوائی کروائی جائے۔ تو حضورِ انور ﷺ کا اَیسا کارساز حاجت روا محبوب سوائے خدا کے کوئی نہیں ورنہ بے پناہ محبت حضور ﷺ کو جنابِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سے بھی ہے۔ (مرآۃ جلد۸ص ۳۴۷۔۳)

ایک دوسری حدیث پاک جو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اُس کے اَلفاظ ہیں:- لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلاً لَا تَّخَذْتُ اَبَابَكْرٍ خَلِيْلاً [8] ''اگر میں کسی کو خلیل (جگری دوست) بناتا تو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو بناتا''۔

مال کے ذریعے قربانی:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی (کریم رؤف ورحیم ﷺ) سے روایت فرماتے ہیں: اِنَّ مِنْ اَمَنِّ النَّاسِ عَلَيَّ فِيْ صُحْبَتِهٖ وَمَالِهٖ اَبُوْبَكْرٍ [9] ''بے شک جس نے میرے ساتھ اپنی جان اور مال کے ذریعے لوگوں سے بڑھ کر اِحسان کیا ہے وہ (حضرت) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہیں''۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَانَفَعَنِيْ مَالُ اَحَدٍ قَطُّ مَانَفَعَنِيْ مَالُ اَبُوْبَكْرٍ قَالَ فَبَكٰى اَبُوْبَكْرٍ وَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ اَنَاوَمَالِيْ اِلَّالَكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ [10]

---

[8] مسلم جلد۲ص ۲۷۲ (۶ سندیں) ترمذی جلد۲ص ۲۰۷، حدیث نمبر ۳۶۵۹، ۳۶۶۰، ابن ماجہ ص ۱۰ حدیث نمبر ۹۳، مسند احمد جلد ۱ص ۔۷۷۴۔۴۳۳۔۴۳۹۔۴۶۳' طبرانی جلد۳ص ۲۷۸' جلد۱۲ص ۱۱۹' درمنثور جلد ص ۲۴۳، شفاء جلد ۱ص ۷۰۴، مشکل الآثار جلد ۱ص ۴۴۳، ۴۴۲، کنز العمال جلد ۱۱ص ۵۴۵ حدیث نمبر ۳۲۵۹۹۔۳۲۶۰۰۔۳۲۶۰۲' ۳۵۶۵۲۔۳۲۵۶۳' عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی ص ۴۳۶، ۷۰۴' البدایہ والنہایہ جلد۶ ص ۳۹۴، تاریخ بخاری جلد۳ص ۱۳۴، ابن کثیر جلد ۲ص ۳۷۵' قرطبی جلد۳ جز۵ حدیث نمبر ۴۴۰۔ [9] مشکوٰۃ ص ۵۵۴، حدیث نمبر ۶۰۱۰، شرح السنۃ جلد۱۴ص ۳۸ طبع قدیم' تاریخ بغداد جلد۱۳ص ۶۳، تاریخ تہذیب دمشق لابن عساکر جلد۶ ص ۲۱۲، فتح الباری جلد ۷ص ۲۲۷ دارالفکر' ترمذی جلد۲ص ۲۰۷، مسلم جلد۲ص ۲۷۲۔ [10] ابن ماجہ ص ۱۰، مسند احمد جلد۲ص ۲۵۳، مشکل الآثار جلد۲ص ۲۳۔ ۲۳۱، کنز العمال جلد ۱۱ص ۵۴۹ حدیث نمبر ۳۲۵۷۶، جلد۱۱ ص ۵۵۵ حدیث نمبر ۳۲۶۰۸' جلد ۱۲ص ۵۰۵ حدیث نمبر ۳۵۶۴۸' تاریخ بغداد للخطیب البغدادی جلد۱۲ص ۱۳۵، جلد۱۰ص ۳۶۴۔

''مجھے کسی کے مال نے اِتنا نفع نہ دیا جتنا ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) کے مال نے دیا ہے۔ سو (حضرت) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) رونے لگے اور عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں اور میرا مال سب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی کا تو ہے' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)''۔

ازالۃ الخفاء میں مذکور ہے کہ اِبتداءِ اسلام اور غربتِ مسلمین میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اَقدس پر امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار درہم خرچ کیئے۔ حضرت ہشام بن عروہ علیہ الرحمہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اُنہوں نے کہا ''امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب اِسلام قبول کیا اُس وقت اُن کے پاس چالیس ہزار درہم تھے جو سب کے سب اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں خرچ کردیئے''۔ [۱۱]

مالِ صدیقی رضی اللہ عنہ کا فائدہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: ''ہم پر کسی کا احسان نہیں مگر ہم نے اُس کا بدلہ اَدا کردیا سوائے (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کہ ہم پر اُن کا اِحسان ہے کہ اللہ (عزوجل) اُنہیں اِس کا بدلہ قیامت کے دن عطا فرمائے گا''۔ [۱۲]

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جس چیز پر اللہ عزوجل کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے وہ چیز حرام ہو جاتی ہے۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے محولہ بالا اِرشادِ پاک سے اِس عقیدے کی نفی ہوتی ہے کہ جس پر اللہ عزوجل کے سوا کسی اور کا نام رکھ دو تو وہ چیز حرام ہو جاتی

---

[۱۱] تفہیم البخاری جلد۵ ص ۵۳۸، جلد۳ ص۳۴ (مترجم)، مرآۃ شرح مشکوٰۃ جلد۸ ص ۳۴۶۔

[۱۲] ترمذی جلد۲ ص ۲۰۷، کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۵۶۵۔ [۱۳] تیسیر الباری جلد۱ ص ۴۳۸۔۴۴۷۔ ۴۴۸۔۴۵۰۔۴۵۶' ترمذی جلد۲ ص ۲۰۸' حدیث نمبر ۳۶۷۲' مسلم الصلوٰۃ ص ۱۰۰۔۹۵۔۹۴' نسائی جلد۲ ص۹۹' ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۲۳۵۔۱۲۳۴۔ ۱۲۳۲' مسند احمد جلد۴ ص۴۱۳۔۴۱۲' بخاری جلد۱ ص۹۱' فتح الباری جلد۲ ص ۱۹۳۔۲۰۹۔۲۱۰' عمدۃ القاری جلد۲ جز۳ ص ۱۸۶۔۲۰۲۔۲۰۴۔۲۰۶' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۲ ص ۳۰۴۔۲۵۱۔۲۵۰' جلد۳ ص۹۴۔۸۱۔۸۷' جلد۸ ص۱۵۲' مصنف ابن ابی شیبہ جلد۲ ص ۳۳۰۔۳۲۹' مجمع الزوائد جلد۱ ص ۳۳۰۔

ہے۔اگر اَیسا ہوتا تو رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کبھی نہ فرماتے کہ مجھے جتنا ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) کے مال نے نفع دیا ہے اور کسی کے مال نے اُتنا نفع نہیں دیا ہے۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز:

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، رسولِ (کریم رؤف ورحیم ﷺ) بیمار ہوئے اور آپ ﷺ کی بیماری شدید ہوگئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: **مُرُوْا اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ** [۱۳] "ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں"۔

اِمامت کا حق:

حضرت اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اِرشادِ پاک ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **لَا يَنْبَغِىْ لِقَوْمٍ فِيْهِمْ اَبُوْ بَكْرٍ اَنْ يَّؤُمَّهُمْ غَيْرُهٗ** [۱۴] "جس قوم میں ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہوں اُن کے ہوتے ہوئے کوئی اور اِمامت کے لائق نہیں۔"

چنانچہ حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ایک مرتبہ جبکہ رسول اللہ ﷺ پر بیماری کی شدّت تھی۔ میں آپ ﷺ کے پاس چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی معیّت میں بیٹھا ہوا تھا کہ اِتنے میں (حضرت سیّدنا) بلال رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کو نماز کے واسطے بلانے کے لیے حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "کسی اور کو حکم کرو"۔ (حضرت) عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں باہر نکلا تو (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) ملے۔ اُس وقت (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) موجود نہ تھے۔

وہ (یعنی امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ) آگے بڑھے اور

---

[۱۴] ترمذی جلد ۲ ص ۲۰۸، حدیث نمبر ۳۶۷۳، مشکوٰۃ ص ۵۵۵ حدیث نمبر ۶۰۲۰، کنز العمال جلد ۱۱ ص ۵۴۷ حدیث نمبر ۳۲۵۶۷۔

اُنہوں نے تکبیر کہی جب رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ نے اُن کی آواز سنی۔ (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بڑی آواز والے آدمی تھے آپ ﷺ نے فرمایا۔ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کہاں ہیں؟۔اللہ عزوجل اِس کا اِنکار فرماتا ہے اور اللہ (جل شانہ) کی طرح مسلمان بھی اِنکار کرتے ہیں۔پھر آپ ﷺ نے (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو بلوایا۔اُنہوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی، وہی نماز جس کو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پڑھا چکے تھے۔

دوسری حدیث پاک جو اِنہی سے مروی ہے اُس میں ہے کہ "جب رسول اللہ ﷺ نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی آواز کو سنا تو آپ ﷺ نکلے یہاں تک کہ اپنا سرِ انور حجرۂ مبارک سے باہر نکالا اور تین مرتبہ فرمایا: **لَا لَا لَا** نہیں نہیں نہیں، لوگوں کو (حضرت) ابوقحافہ (رضی اللہ عنہ) کے بیٹے نماز پڑھائیں"۔ [۱۵]

یارِ غار:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے خلیفۃ الرسول حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فرمایا: **اَنْتَ صَاحِبِیْ فِی الْغَارِ وَصَاحِبِیْ عَلَی الْحَوْضِ** [۱۶] "تم میرے یارِ غار بھی ہو اور حوض کوثر پر بھی میرے ساتھی ہو"۔

نوٹ: اِس حدیث شریف میں رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ نے خبرِ غیب عطا فرمائی ہے یعنی حوضِ کوثر پر ساتھی ہونے کی۔

جنت کے بوڑھوں کے سردار:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں، رسولِ (کریم رؤف و رحیم ﷺ) کا اِرشادِ مقدس ہے: **اَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ سَیِّدَا**

---

[۱۵] ابوداؤد جلد ۲ ص ۲۹۱۔ [۱۶] ترمذی جلد ۲ ص ۲۰۸، حدیث نمبر ۳۶۷۰، کنز العمال جلد ۱۱ ص ۵۴۵، حدیث نمبر ۳۲۵۵۹، مشکوٰۃ ص ۵۵۵، حدیث نمبر ۶۰۱۹، شرح السنۃ جلد ۱۴ ص ۸۲، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۱ ص ۴۰۰۔

كُهُوْلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ اِلَّا النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ لَا تُخْبِرْ هُمَا يَا عَلِيُّ مَادَامَ حَيَّيْنِ [۱۷] ''(حضرت) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) اور حضرت عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) انبیاء کرام اور مرسلین (علیہم السّلام) کے علاوہ تمام اَوّلین وآخرین کے بوڑھوں کے سردار ہیں۔ (اور امیر المومنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا) اور اے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنک) جب تک یہ زندہ ہیں اِن کو اِس بات کی خبر نہ دینا''۔ (اِس حدیث شریف میں بھی غیبی خبر ہے۔)

وزیر:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ (کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) کا اِرشادِ مقدس ہے: مَامِنْ نَّبِيٍّ اِلَّا وَلَهٗ وَزِيْرَانِ مِنْ اَهْلِ السَّمَآءِ وَ وَزِيْرَانِ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَاَمَّا وَزِيْرَایَ مِنْ اَهْلِ السَّمَآءِ فَجِبْرَئِيْلُ وَمِيْكَائِيْلُ وَاَمَّا وَزِيْرَایَ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ [۱۸] ''کوئی نبی (علیہ السّلام) اَیسے نہیں ہوئے جس کے دووزیر آسمان والوں اور دووزیر زمین والوں میں نہ ہوئے ہوں۔ میرے دووزیر آسمان والوں میں (حضرت) جبرائیل (علیہ السّلام) اور (حضرت) میکائیل (علیہ السّلام) ہیں جب کہ دو وزیر زمین والوں میں (حضرت) ابوبکر (صدیق) اور (حضرت) عمر (فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما) ہیں''۔

مَردوں میں سب سے پیارے:

حضرت اَنس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں۔ رسولِ خدا' شاہِ ہدیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا۔ یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ

---

[۱۷] ابن ماجہ ص۱۰، ۱۱ (عن ابوجحیفہ) ترمذی جلد۲ ص۲۰۷ حدیث نمبر ۳۶۶۶، مشکوٰۃ ص۵۵۶، مستدرک حاکم جلد۱ ص۱۰۰' المعجم الصغیر للطبرانی جلد۲ ص۷۷، شرح السنۃ جلد۴ ص۱۰۲، کشف الخفاء للعجلونی جلد۱ ص۳۲، مجمع الزوائد جلد۹ ص۵۳، تاریخ دمشق لابن عساکر جلد۲ ص۵۵، کنز العمال جلد۱۱ ص۵۶۲ حدیث نمبر ۳۲۶۵۴' جلد۱۳ ص۱۰ حدیث نمبر ۳۶۱۰۵۔ [۱۸] ترمذی جلد۲ ص۲۰۹، مشکوٰۃ ص۵۶۰ حدیث نمبر ۶۰۵۶، کنز العمال جلد۱۱ ص۵۶ حدیث نمبر ۳۲۶۴۷۔

ﷺ کو کون سی شخصیت پیاری ہے؟ **قَالَ عَائِشَةُ** فرمایا: (اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ) عائشہ (صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا)۔ **قِیلَ مِنَ الرِّجَالِ** ؟ لوگوں نے عرض کیا، یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) مَردوں میں (آپ کو سب سے زیادہ پیارا کون ہے؟)۔ **قَالَ اَبُوْهَا** [۱۹] "فرمایا: اُن کے باپ (یعنی امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ)"

اِسی طرح حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ (کریم رؤف ورحیم ﷺ) نے اُن کو ذات السلاسل کے لشکر کے ساتھ بھیجا (ذات السلاسل نواحی شام میں ایک پانی کا نام ہے وہاں کی لڑائی جمادی الثانی ۸ھ میں ہوئی وہ آپ ﷺ کے پاس آئے۔ اُنہوں نے عرض کیا، یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) **اَیُّ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَیْکَ قَالَ عَائِشَةُ قُلْتُ مِنَ الرِّجَالِ قَالَ اَبُوْهَا قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ عُمَرُ فَعَدَّ رِجَالاً** [۲۰] "سب لوگوں میں آپ ﷺ کو کس سے زیادہ محبت ہے؟ فرمایا (اُم المؤمنین حضرت سیّدہ) عائشہ (صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے۔ اُنہوں نے عرض کیا، مَردوں میں کس سے زیادہ محبت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اُن کے باپ (یعنی امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) سے اُنہوں نے عرض کیا، پھر اُن کے بعد کس سے؟ فرمایا: امیر المؤمنین حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) سے یہاں تک کہ آپ نے کئی آدمیوں کے نام لئے"۔

قدرتِ خداوندی پر یقین:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ (کریم رؤف ورحیم ﷺ) نے فرمایا: ایک شخص ایک بیل کو ہانک رہا تھا اور اُس پر بوجھ لادا ہوا تھا (بخاری شریف میں ہے) ایک آدمی بیل کو ہانک رہا تھا اور وہ اُس پر سوار ہو گیا۔ بیل نے اُس شخص کی طرف دیکھا اور کہنے لگا، میں اِس لئے پیدا نہیں ہوا بلکہ میں تو کھیتی کے

---

[۱۹] ابن ماجہ ص ۱۱۔ [۲۰] مسلم جلد ۲ ص ۲۷۳، مشکوٰۃ ص ۵۵۵، بخاری جلد ۱ ص ۵۱۷، فتح الباری جلد ۷ ص ۲۲، عمدۃ القاری جلد ۸ جز ۱۶ ص ۱۸۱، تیسیر الباری جلد ۵ ص ۱۲۔

لئے پیدا کیا گیا ہوں۔لوگوں نے کہا **سُبحَانَ اللّٰه** ! یہ تعجب اور ڈر سے کہا۔تو رسولِ (کریم رؤف ورحیم ﷺ) نے فرمایا: میں اِس بات کو سچ جانتا ہوں اور (حضرت) ابوبکر اور (حضرت) عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) بھی۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا کہ ایک چرواہا اپنی بکریوں میں تھا۔ اِتنے میں ایک بھیڑیا جھپٹا اور بکری پکڑ کر لے گیا۔ چرواہے نے بھیڑیئے کا تعاقب کیا اور اپنی بکری کو چھڑا لایا۔بھیڑیئے نے اُس کی طرف دیکھا اور کہا، سبع کے دن اِن کا کون محافظ ہوگا؟۔لوگوں نے عرض کیا، **سُبحَانَ اللّٰه**! رسولِ (کریم رؤف ورحیم ﷺ) نے فرمایا: میں اِس بات کو سچا مانتا ہوں۔ (کہ خدا کی قدرت ہے) اور (حضرت) ابوبکر صدیق اور (حضرت) عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) بھی مانتے ہیں۔

دوسری روایت میں ہے ''(خلیفۃ الرسول حضرت سیّدنا) ابوبکر اور (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) وہاں موجود نہ تھے''۔ اِس حدیث پاک سے اُن کی بڑی فضیلت نکلی کہ آپ ﷺ کو اِن دو بزرگ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر اَیسا بھروسہ اور اِعتماد تھا کہ جو بات آپ ﷺ مانتے ہیں وہ بھی ضرور مانیں گے۔ [۲۱]

جنتیوں کی صفات:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ (کریم رؤف ورحیم ﷺ) نے اِرشاد فرمایا: **مَنْ اَصبَحَ مِنكُمُ الْيَوْمَ صَائِمًا** ''آج تم میں سے کس نے روزہ رکھا ہے؟'' (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا: میں نے یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)۔پھر فرمایا۔**فَمَنِ اتَّبَعَ مِنكُمُ الْيَوْمَ جَنَازَةً قَالَ اَبُوبَكْرٍ اَنَا** ''آج تم میں سے کون جنازے کے ساتھ گیا ہے؟'' (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے عرض

---

[۲۱] مسلم جلد ۲ ص ۲۷۳، بخاری جلد ۱ ص ۵۱۷، تفہیم البخاری جلد ۵ ص ۵۹۸، تیسر الباری جلد ۵ ص ۳۵۔۱۳، مشکوٰۃ ص ۵۵۹، فتح الباری جلد ۷ ص ۲۲، عمدۃ القاری جلد ۸ جز ۱۶ ص ۱۸۱۔

کیا: میں۔ پھر فرمایا: **فَمَنْ اَطْعَمَ مِنكُمُ الْيَوْمَ مِسْكِيْنًا قَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَنَا۔** ’’آج کے دن تم میں سے کس نے مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟ (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا: میں نے۔‘‘ پھر فرمایا: (مشکوٰۃ شریف میں یہ اضافہ بھی ہے) **فَمَنْ عَادَمِنكُمُ الْيَوْمَ مَرِيْضًا قَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَنَا** ’’آج تم میں سے کون ہے جس نے کسی بیمار کی عیادت کی ہے؟ تو (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا: میں نے‘‘۔ **فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا اجْتَمَعْنَ فِيْ الْاَمْرِ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ** ۲۲ پھر رسولِ (کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: جس میں یہ خوبیاں جمع ہوتی ہیں وہ جنت میں داخل ہوتا ہے‘‘۔

نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد فیصلہ کرنے والی شخصیت:

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئی اُس نے کسی چیز کے بارے میں نبی (کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) سے عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے دوبارہ آنے کے لئے فرمایا۔ وہ عرض کرنے لگی، یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) فرمائیے، اگر میں آؤں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پاؤں۔ (شاید اُس کا مطلب تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما جائیں) تو فرمایا: ’’اگر تو مجھے (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ پائے تو ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کے پاس آجانا‘‘۔ ۲۳

سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ (کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) نے اِرشاد فرمایا: **اَتَانِيْ جِبْرَئِيْلُ فَاَخَذَ بِيَدِيْ فَاَرَانِيْ بَابَ**

---

۲۲ مسلم جلد۲ ص ۲۷۳، مشکوٰۃ ص ۱۶۷، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ ص ۱۸۹، جلد۲ ص ۱۴۷، کنز العمال جلد۱۲ ص ۵۱۲، حدیث نمبر ۳۵۶۶۷۔ ۲۳ مسلم جلد۲ ص ۲۷۳، (۲ سندیں) بخاری جلد ۱ ص ۵۱۶، فتح الباری جلد ۷ ص ۲۱، عمدۃ القاری جلد ۸، جز ۱۶ ص ۱۷۸، تیسیر الباری جلد ۵ ص ۱۰، تفہیم البخاری جلد ۵ ص ۵۵۲، مشکوٰۃ ص ۵۵۵، ترمذی جلد ۲ ص ۲۰۸، حدیث نمبر ۳۶۷۶، مسند احمد جلد۴ ص ۸۲، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۸ ص ۱۵۳، طبرانی جلد۲ ص ۱۳۷، شرح السنۃ جلد۱۴ ص ۷۹۔

الْجَنَّةِ الَّذِیْ یَدْخُلُ مِنْهُ اُمَّتِیْ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَدِدْتُّ اَنِّیْ کُنْتُ مَعَکَ حَتّٰی اَنْظُرَ عَلَیْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَمَا اِنَّکَ یَا اَبَابَکْرٍ اَوَّلُ مَنْ یَّدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِیْ [۲۴] ''میرے پاس (حضرت) جبرائیل (علیہ السلام) آئے اور میرے (نورانی) ہاتھ (مبارک) کو پکڑا پھر مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے میری اُمّت جنت میں داخل ہوگی۔ (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا' یارسول (صلی اللہ علیک وسلم) میری خواہش ہے میں بھی آپ (ﷺ) کے ساتھ جنت میں ہوتا حتی کہ اُسے دیکھتا تو رسولِ (کریم رؤف ورحیم ﷺ) نے فرمایا: اے ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) تم وہ شخص ہو جو میری اُمّت میں سب سے پہلے جنت میں جاؤ گے''۔

جنت کے ہر دروازے سے آواز:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے رسولِ (کریم رؤف ورحیم ﷺ) سے سُنا۔ آپ (ﷺ) فرماتے تھے جو شخص کسی شے کا جوڑا اللہ (عزوجل) کی راہ میں خرچ کرے گا وہ جنت کے دروازوں سے یوں بلایا جائے گا' ''اے عبداللہ یہ دروازہ اچھا ہے'' اور جو نمازی ہوگا' وہ **باب الصلوٰۃ** سے بلایا جائے گا اور جو کوئی مجاہد ہوگا' وہ **باب الجہاد** جہاد کے دروازہ سے بلایا جائے گا اور جو روزے دار ہوگا وہ **باب الصیام** اور **باب الریان** سے بلایا جائے گا (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) جس شخص کو اِن تمام دروازوں سے پکارا جائے گا اُسے کوئی ضرر نہ ہوگی' پھر عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) کوئی شخص سب دروازوں سے پکارا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! میں اُمید رکھتا ہوں تم اُن میں سے ہو''۔ [۲۵]

---

[۲۴] مشکوٰۃ ص ۵۵۶' حدیث نمبر ۶۰۲۳' کنز العمال جلد ۱۱ ص ۵۴۴' حدیث نمبر ۳۲۵۵۱۔
[۲۵] بخاری جلد ۱ ص ۵۱۷' تیسیر الباری جلد ۵ ص ۱۵' تفہیم البخاری جلد ۵ ص ۵۶۲' ترمذی جلد ۲ ص ۲۰۸' حدیث نمبر ۳۶۷۴' عمدۃ القاری جلد ۸ جز ۱۶ ص ۱۸۳' فتح الباری جلد ۷ ص ۲۳' مشکوٰۃ ص ۱۶۷' مسند احمد جلد ۴ ص ۳۸۶' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۹ ص ۱۷۱' الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۷۷' شرح السنۃ جلد ۶ ص ۱۳۴' جلد ۱۰ ص ۳۵۸۔

بلند درجے والے:

حضرت ابوسعید خُدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اِنَّ اَھْلَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰی لَیُرَاھُمْ مِنْ تَحْتِھِمْ کَمَا تَرَوْنَ النَّجْمَ الطَّالِعَ فِیْ اُفُقِ السَّمَآءِ وَاِنَّ اَبَابَکْرٍ وَّعُمَرَ مِنْھُمْ وَاَنْعَمَا** ۲۶؎ ''بے شک بلند درجوں والوں کو نیچے درجے والے ایسے دیکھیں گے جیسے تم آسمان کے کناروں میں نکلا ہُوا تارہ دیکھتے ہو اور (حضرت) ابوبکر اور (حضرت) عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) بلند درجے والوں میں ہیں اور کیا خوب ہیں''۔

قیامت کے دن کا منظر:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، **خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ** صلی اللہ علیہ وسلم **بَیْنَ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ فَقَالَ ھٰکَذَا نُبْعَثُ** ۲۷؎ ''رسولِ (کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) تشریف لائے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق اور امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان تھے اور فرمایا: اِسی طرح ہم قیامت کے دن اُٹھائے جائیں گے''۔

ترمذی شریف کے الفاظ ہیں، نبی (کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) نکلے اور مسجد میں داخل ہوئے اور (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر صدیق اور (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) میں سے **اَحَدُھُمَا عَنْ یَمِیْنِہٖ وَالْاٰخَرُ**

۲۶؎ ابن ماجہ ص۱۰ حدیث نمبر۹۶، ترمذی جلد۲ ص ۲۰۷، حدیث نمبر ۳۶۵۸، مسند احمد جلد۳ ص ۹۳۔۲۔۷۲، المعجم الکبیر للطبرانی جلد۶ ص۱۶۰، جمع الجوامع حدیث نمبر۶۳۲۶، کنز العمال جلد ۱۱ص۲۲۲، حدیث نمبر۳۲۲۶۵، شرح السنۃ جلد۱۴ص۹۹، درمنثور جلد۴ص۳۰۴، حلیۃ الاولیاء جلد۷ص ۲۵۰، جامع مسانید ابوحنیفہ جلد۱ص ۲۲۵، مشکوٰۃ ص۵۵۹، حدیث نمبر ۶۰۵۸، ابوداؤد حدیث نمبر ۳۹۸۷، میزان الاعتدال حدیث نمبر۶۶۵۹۔ ۲۷؎ ابن ماجہ ص۱۱، ترمذی جلد۲ص ۲۰۸، حدیث نمبر ۳۶۹۹۔۳۶۹۸، مستدرک حاکم جلد۳ص ۶۸، جلد۴ص۲۸۰، مجمع الزوائد جلد۹ص۵۳، مشکوٰۃ ص ۵۶۰، حدیث نمبر۶۰۵۴، تاریخ ابنِ عساکر جلد۶ص ۱۷۵، تاریخ بغداد جلد۴ص ۳۶۵، کنز العمال جلد۱۳ص ۱۷، حدیث نمبر۳۶۱۳۰، جلد۱۴ص۳۵۳، حدیث نمبر۳۸۹۱۲۔

عَنْ شِمَالِهٖ وَهُوَ اٰخِذٌ بِاَيْدِيْهِمَا ۲۸؎ ''ایک دائیں طرف تھے اور دوسرے بائیں طرف اور حضور نبی (کریم رؤف ورحیم ﷺ) نے اُن کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے''۔

کس کی نیکیاں زیادہ ہیں؟

حضرت اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے،فرماتی ہیں، جب سرورِ کائنات ﷺ کا سرِ انور ایک چاندنی رات میری گود میں تھا کہ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) هَلْ يَكُوْنُ لِاَحَدٍ مِّنَ الْحَسَنَاتِ عَدَدَ نُجُوْمِ السَّمَآءِ؟ قَالَ نَعَمْ! عُمَرُ قُلْتُ فَاَيْنَ حَسَنَاتُ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ اِنَّمَا جَمِيْعُ حَسَنَاتِ عُمَرَ لِحَسَنَةٍ وَّاحِدَةٍ مِّنْ حَسَنَاتِ اَبِيْ بَكْرٍ ۲۹؎ ''کیا کسی کی نیکیاں آسمان کے تاروں کے برابر ہوں گی؟ فرمایا: ہاں! وہ (حضرت) عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ (فرماتی ہیں) میں نے عرض کیا، تو (حضرت) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) کی نیکیوں کا کیا حال ہے؟ فرمایا کہ (حضرت) عمر (فاروق رضی اللہ عنہ) کی ساری نیکیاں (حضرت) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی نیکیوں میں سے ایک نیکی کی طرح ہیں۔ (مراد غارِ ثور ہجرت والی نیکی)''۔

شانِ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ:

حضرت عبداللہ بن حطب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَاٰى اَبَا بَكْرٍ وَّ عُمَرَ فَقَالَ هٰذَانِ السَّمْعُ وَالْبَصَرُ ۳۰؎ ''نبی (کریم رؤف ورحیم ﷺ) نے (حضرت) ابوبکر اور (حضرت) عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو دیکھ کر فرمایا: یہ دونوں سمع اور بصر ہیں (یعنی اِسلام کے)''۔

آپ ﷺ کے بعد اِقتداء کے قابل:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں، رسولِ (کریم رؤف

۲۸؎ ایضاً۔ ۲۹؎ مشکوٰۃ ص ۵۶۰۔ ۳۰؎ ترمذی جلد۲ ص ۲۰۸، حدیث نمبر ۳۶۷۱، مستدرک حاکم جلد۳ ص ۲۹، مشکوٰۃ ص ۵۶۰، حدیث نمبر ۶۰۵۵، کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۶۵۳۔۳۰۔

ورحیم ﷺ) نے فرمایا: اِقْتَدُوْا بِالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ ۳۱؎
''میرے بعد اِقتداء کرو (حضرت) ابوبکر اور (حضرت) عمر بن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی''۔

دوسری حدیث پاک میں ہے:۔فَاقْتَدُوْا بِالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ وَاَشَارَ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ ۳۲؎ ''میرے بعد اِقتداء کرو اور اشارہ فرمایا (امیر المؤمنین) حضرت (سیّدنا) ابوبکر اور (امیر المؤمنین) حضرت (سیّدنا) عمر بن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی طرف''۔

امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے تحریر:

(اُم المؤمنین حضرت سیّدہ) عائشہ (صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے روایت ہے 'فرماتی ہیں' رسولِ (کریم رؤف ورحیم ﷺ) نے مجھے فرمایا کہ میرے پاس (حضرت) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) اور اپنے بھائی (حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ) کو بلاؤ تاکہ میں ایک تحریر' لکھ دوں کیونکہ مجھے خوف ہے کہ کوئی تمنا کرنے والا' تمنا کرے یا کہنے والا' کہے کہ میں (خلیفۃ الرسول ہوں) لیکن نہیں اللہ (تبارک و تعالیٰ) اور مومنین (حضرت) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے سوا منع کردیں گے''۔ ۳۳؎

رمز شناس:

(حضور) نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو

۳۱؎ ترمذی جلد۲ص ۲۰۷_۳۲؎ ابن ماجہ ص ۱۰ حدیث نمبر ۹۷' مسند احمد جلد۵ ص ۴۰۲_۴۰۱_۳۹۹_۳۸۵_۳۸۲' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۵ ص ۱۲' جلد۸ ص ۱۵۳' مستدرک حاکم جلد۳ ص ۷۵' تلخیص الحبیر جلد۴ ص ۱۹۰' مجمع الزوائد جلد۹ ص ۵۳_۲۹۵' حلیۃ الاولیاء جلد۹ ص ۱۰۹' شرح السنۃ جلد۱۴ ص ۱۰۲_۱۰۱' مشکوٰۃ ص ۵۶۰' حدیث نمبر ۶۲۲۱' مشکل الآثار جلد۲ ص ۸۵_۸۴_۸۳' لسان المیزان جلد۱ ص ۸۳۲_۵۹۶' درمنثور جلد۱ ص ۳۳۰' المعجم الکبیر للطبرانی جلد۹ ص ۶۸' جلد۵ ص ۸۲۶' کنز العمال جلد۲ ص ۱۸۴' حدیث نمبر ۳۶۵۶' جلد۱۱ ص ۵۶۰' حدیث نمبر ۳۲۶۴۶' جلد۱۱ ص ۵۶۲' حدیث نمبر ۳۲۶۵۷' جلد۱۱ ص ۶۴۰' حدیث نمبر ۳۳۱۱۷' جلد۱۱ ص ۵۵۷' حدیث نمبر ۳۳۶۷۹' جلد۱۳ ص ۲۵۱' حدیث نمبر ۳۶۷۴۶' جلد۱۳ ص ۲۹۴' حدیث نمبر ۳۶۸۵۳_۳۳؎ مسلم جلد۲ ص ۲۷۳' مشکوٰۃ ص ۵۵۵' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۸ ص ۱۵۳' فتح الباری جلد۱ ص ۲۰۹۔

اِنتہائی قرب حاصل تھا۔ اِنتہائی معاملہ فہم تھے۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے اِرشادات، اِشارات اور کنایوں کو خوب سمجھتے تھے جیسا کہ:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، کہ رسولِ (کریم رؤف ورحیم ﷺ) نے لوگوں کو خطبہ سنایا اور فرمایا: **اِنَّ اللّٰـهَ خَيَّـرَ عَبْدًا بَيْنَ الـدُّنيَـا وَبَيْـنَ مَا عِنْدَهٗ فَاخْتَارَ ذٰلِكَ الْعَبْدُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ** [۳۴] "اللہ (عزوجل) نے ایک بندے کو اِختیار دیا ہے کہ دُنیا میں رہے، چاہے اللہ عزوجل کے پاس (نعمت اور کرامت کو ملے) اُس کو اِختیار کرے۔ اُس بندے نے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے پاس جانے کو اِختیار فرمایا ہے"۔ یہ سن کر (حضرت سیّدنا) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) رونے لگے۔ (حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں، ہمیں اُن کے رونے پر تعجب ہوا۔ کہ جناب رسولِ (کریم رؤف ورحیم ﷺ) تو ایک عبد کی خبر دے رہے ہیں، جسے اِختیار دیا گیا ہے (بعد میں معلوم ہوا) جنہیں اِختیار دیا گیا تھا وہ خود جناب رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ ہی تھے اور (حضرت سیّدنا) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہم سب سے زیادہ جانتے تھے"۔

سب سے بہتر:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: **اَبُـوْ بَكْرٍ سَيِّـدُنَا وَخَيْرُنَا وَاَحَبُّنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ** ﷺ [۳۵] "ہم سب کے سردار (حضرت) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) حضور نبی (کریم رؤف ورحیم ﷺ) کی بارگاہ میں ہم سب سے زیادہ بہتر اور محبوب تر تھے"۔

واقعۂ محبت:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم رؤف ورحیم

---

[۳۴] بخاری جلد۱ص ۵۱۶، تیسیر الباری جلد۵ص ۷، تفہیم البخاری جلد۵ص ۵۴۶، مسند احمد جلد۳ص ۱۸، تہذیب تاریخ دمشق لابن عساکر جلد۶ص ۴۱۲، تاریخ بغداد للخطیب البغدادی جلد۱۳ص ۶۳، کنز العمال جلد۱۱ص ۵۵۲، حدیث نمبر ۳۲۵۹۰، الحاوی للفتاویٰ للسیوطی جلد۲ص ۵۳، طبقات ابن سعد جلد۲ جز ۲ص ۲۵، ترمذی جلد۲ص ۲۰۷، مسلم جلد۲ص ۲۷۲۔ [۳۵] ترمذی جلد۲ص ۲۰۶، مشکوٰۃ ص ۵۵۵۔

ﷺ نے بہت اِعزاز بخشا اور خوب نوازا۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دفعہ ہم نبی (کریم رؤف ورحیم ﷺ) کی بارگاہِ اقدس میں حاضر تھے۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی چادر کا کنارہ پکڑے ہوئے آئے اور گھٹنے کو ننگا کئے ہوئے تھے۔ نبی (کریم رؤف ورحیم ﷺ) نے فرمایا۔ تمہارے صاحب (یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) کسی سے لڑ کر آئے ہیں۔ اُنہوں نے آتے ہی سلام عرض کیا اور عرض کیا کہ میرے اور ابن خطاب (رضی اللہ عنہ) میں کچھ تکرار ہوگئی، میں نے جلدی سے اُنہیں کچھ کہہ دیا پھر میں نادم ہوا اور اُن سے معذرت کی لیکن اُنہوں نے معذرت قبول نہ کی۔ اَب میں آپ ﷺ کی خدمتِ اَقدس میں حاضر ہوں۔ (آپ اُن کو سمجھائیں۔) آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) اللہ (تبارک وتعالیٰ) تمہیں بخشے۔ تین بار آپ ﷺ نے یہی فرمایا۔ پھر (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عمر (فاروق رضی اللہ عنہ) نادم ہوئے اور (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) کے گھر گئے اور پوچھا، یہاں (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) ہیں۔ گھر والوں نے کہا نہیں۔ چنانچہ آپ بھی حضور نبی (کریم رؤف ورحیم ﷺ) کی بارگاہِ اَقدس میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کی بارگاہِ اَقدس میں سلام عرض کیا آپ ﷺ کے چہرۂ انور کا رنگ بدلنے لگا حتیٰ کہ (حضرت سیّدنا) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) ڈرے اور گھٹنوں کے بل ہو کر دوبارہ عرض کیا۔ یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) خطاء میری تھی، خطاء میری تھی۔ نبی (کریم رؤف ورحیم ﷺ) نے فرمایا: (لوگو!) اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہُ الکریم) نے مجھے تمہاری طرف مبعوث فرمایا تو تم نے مجھے جھٹلایا اور ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے مجھے سچا کہا اور جان و مال سے میری خدمت کی اور دوبارہ فرمایا: کیا تم میرے دوست کو ستانا چھوڑتے ہو یا نہیں۔ اِس کے بعد اُنہیں کبھی اَذیت نہ دی گئی۔ ۳۶

---

۳۶ بخاری جلد ۱ ص ۵۱۶، تیسیر الباری جلد ۵ ص ۱۱، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱۰ ص ۲۳۶، نصب الرایۃ للزیلعی جلد ۱ ص ۲۹۸، ابن کثیر جلد ۳ ص ۴۸۸، فتح الباری جلد ۷ ص ۲۱، عمدۃ القاری جلد ۸ جز ۱۶ ص ۱۷۹، تفہیم البخاری جلد ۵ ص ۵۵۵۔

خصائص امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

تعمیرِ مسجد:

مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد ایک مسجد کی تعمیر کا پروگرام بنایا گیا تاکہ تمام اہل اِیمان ایک جگہ جمع ہو کر اپنے معبودِ برحق کی عبادت بجا لاسکیں۔ اِس مقصد کے لئے رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قطعۂ زمین پسند فرمایا۔ یہ زمین کا ٹکڑا دو یتیموں کی ملکیت تھا۔ یہ بچے حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی سرپرستی میں تھے۔ جب اِن دو یتیم بچوں کو، جن کے نام حضرت سہل اور حضرت سہیل (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) تھے۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے اِرادے کا علم ہوا تو بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) یہ قطعۂ زمین ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نذر کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں دُعائیں دیں اور زمین بطورِ نذر قبول فرمانے سے اِنکار فرما دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کی قیمت اَدا فرما کر زمین خریدی۔ [1]

اِس زمین کی خرید کے لئے جو رقم طے ہوئی اُس کی اَدائیگی کی سعادت، امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حاصل کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے زمین کی قیمت اَدا کی۔ مسجد کی تعمیر شروع ہوئی تو جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ تعمیر مسجد میں شریک تھے اور اینٹیں اُٹھا اُٹھا کر دے رہے تھے۔ اَیسی حالت میں یہ ناممکن تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تعمیر مسجد میں شریک نہ ہوتے۔ [2]

آلِ ابوبکر رضی اللہ عنہم کی برکتیں:

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے،

---

[1] بخاری جلد ۱ ص ۵۵۵۔ [2] فتح الباری جلد ۷ ص ۱۹۳۔

فرماتی ہیں، ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں گئے ہوئے تھے جب ہم مقام بیداء (مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک مقام ہے) یا ذَاتِ الـقَجَيْشِ (یہ بھی ایک مقام کا نام ہے) میں پہنچے تو میرا ہار گم ہوگیا۔ رسولِ (کریم رؤف ورحیم ﷺ) نے اُس کو تلاش کرنے کے لئے پڑاؤ ڈال دیا اور آپ ﷺ کے ساتھ جو لوگ تھے وہ بھی وہاں ٹھہر گئے۔ اُس جگہ پانی کہیں نہ تھا اور نہ ہمارے قافلہ میں کسی کے پاس تھا۔

رسولِ (کریم رؤف ورحیم ﷺ) آرام فرمانے کے لئے لیٹ گئے کچھ دیر بعد لوگوں کو پانی کی حاجت ہوئی تو اُنہوں نے (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) سے گزارش کی۔ (اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں، میرے والدِ گرامی (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) میرے پاس آئے۔ اُس وقت رسولِ (کریم رؤف ورحیم ﷺ) میری ران پر اپنا سرِ انور رکھ کر سو رہے تھے۔ آپ نے آتے ہی مجھ سے فرمایا کہ تم نے رسول اللہ ﷺ کو اَیسے مقام پر رکوا دیا جہاں پانی نہیں ہے۔ اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں "(امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) غصّہ سے بھرے ہوئے تھے، اِس لئے اُن کی زبان پر جو آیا مجھے کہتے رہے اور ساتھ ہی میری کمر میں اپنے ہاتھ سے کچوکے مارتے رہے لیکن تکلیف کے باوجود میں نے بلحاظ اَدب واحترام کوئی حرکت نہ کی کہ کہیں اَیسا نہ ہو رسولِ (کریم رؤف ورحیم ﷺ) کی نیند (مبارک) میں خلل پیدا ہو۔ یہاں تک کہ صبح ہوئی، جب رسولِ (کریم رؤف ورحیم ﷺ) بیدار ہوئے اور لوگوں کو پانی نہ ملنے کا معاملہ ہوا تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے اُس موقع پر تیمّم کی آیتِ پاک نازل فرمائی۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو تیمّم کرنے کا حکم اِرشاد فرمایا۔ اِس پر حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا "اے آلِ ابوبکر رضی اللہ عنہم یہ آپ کی پہلی برکت نہیں ہے کہ آپ کی شان میں یا تمہاری وجہ سے قرآنِ مجید کا کوئی

حکم نازل نہ ہوا ہو''۔

اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب اِس مقام سے کوچ کرتے وقت ہم نے اُونٹ کو اُٹھایا جس پر میں سوار ہوتی تھی تو دیکھا کہ ہار اُس کے نیچے پڑا ہوا تھا۔ ۳؎

بعض لوگ یہاں اِنتہائی نازیبا اَنداز میں گفتگو کرتے ہیں کہ اگر رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو علم غیب ہوتا تو آپ بتانہ دیتے کہ اُونٹ کے نیچے ہار ہے' اُسے اُٹھا کر لے لو۔ یہ لوگ ذہنی طور پر پریشان لوگ ہیں۔ اِنہیں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ سے اللہ جانے کیا مخاصمت ہے کہ آپ ﷺ کی مخالفت کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ یقیناً یہ شیوۂ مسلمانی نہیں۔ اِن عقل کے مفلسوں سے کوئی پوچھے کہ ہار کے گم ہونے پر اللہ عزّوجلّ نے تیمّم کے اَحکام تو نازل فرمادیئے لیکن یہ کیوں نہ بتایا کہ اے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی اہل بیت ہار اُونٹ کے نیچے ہے۔ کیا اللہ عزّوجلّ کو بھی علم غیب نہیں تھا اور اُونٹ کے نیچے کا بھی علم نہیں؟ (نعوذ باللہ)۔

شاید یہ لوگ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی عظمتوں اور فضیلتوں کے حاسد ہیں۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی حکمت کے تحت خاموش تھے۔ جبکہ اللہ تبارک وتعالیٰ تیمّم کی آیت پاک نازل فرما کر اہل بیت اور آلِ ابوبکر رضی اللہ عنہم کو نوازنا چاہتا تھا۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عقیدہ واِیمان:

رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ جو کرتے ہیں اللہ عزّوجلّ کے حکم سے کرتے ہیں۔

واقعہ صلح حدیبیہ:

مکہ مکرمہ سے بیس کلومیٹر کی مسافت پر ایک کنواں ہے جس کا نام حدیبیہ

۳؎ بخاری جلد ا ص ۵۱۸۔ ۴۸۔

ہے۔ یہیں صلح نامہ حدیبیہ لکھا گیا تھا اِس لئے اُس کو **صلح حدیبیہ** کہتے ہیں۔ صلح حدیبیہ کا واقعہ ماہ ذی قعدہ ٦ ہجری میں پیش آیا۔ اِسلام کی تاریخ کا نہایت عظیم الشان اور اہم واقعہ ہے۔ جس کی وجہ سے آگے چل کر دُور رَس اثرات ونتائج مرتب ہوئے۔ قرآنِ مجید میں اِسے **فتح مبین** فرمایا گیا ہے۔ واقعہ حدیبیہ میں خلیفہ بلا فصل حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عقیدہ لوگوں کے لئے مینارۂ نور وہدایت ہے۔

ملاحظہ فرمائیں:

رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم چودہ یا پندرہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ عمرہ اَدا کرنے کے اِرادہ سے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے۔ مقام **ذُو الْحُلَیْفَة** میں پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِحرام باندھا۔ (**ذُو الْحُلَیْفَة** اہلِ مدینہ منورہ کا میقات ہے۔ یعنی اِحرام باندھنے کی جگہ ہے)۔ ایک خزاعی شخص کو جاسوسی کی غرض سے پہلے سے روانہ کردیا۔ **غَدِیْرُ الشَّطَاطِ** جو حدیبیہ کے سامنے ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں پہنچے ہی تھے کہ جاسوس مل گیا۔ اُس نے بتایا کہ قریشِ مکہ مکرمہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت اللہ شریف کی زیارت نہیں کرنے دیں گے اور اُنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کرنے کی پوری تیاری کرلی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب قریش مکہ مکرمہ کے پروگرام کے بارے میں سنا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہئے؟ تو (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا: ''اے اللہ (عزوجل) کے (پیارے) رسول (کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو اللہ (جل جلالہ) کے گھر کی زیارت کے لئے نکلے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ کسی کو قتل کرنا چاہتے ہیں اور نہ کسی سے جنگ کا اِرادہ رکھتے ہیں۔ اِس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ شریف تشریف لے چلیں۔ اگر اِن لوگوں میں سے کسی نے ہم کو روکا اور مزاحمت کی تو ہم اُس سے جنگ کریں گے۔ نبی (کریم رؤف ورحیم

ﷺ) نے یہ سن کر فرمایا ''بِسْمِ اللّٰہِ چلو''۔ ؎

عروہ بن مسعود کو دندان شکن جواب:

حضور نبی (کریم رؤف ورحیم ﷺ) روانہ ہوئے اور مقام حدیبیہ میں فروکش ہوکر بدیل بن ورقہ الخزاعی کی معرفت قریش مکہ مکرمہ کو پیغام بھیجا کہ ہم جنگ کے اِرادہ سے نہیں آئے بلکہ ہمارا مقصد صرف عمرہ کرنا ہے۔ اِس لئے بہتر یہی ہے کہ مصالحت کرلو۔ ورنہ اللہ کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے میں اُس وقت تک لڑوں گا جب تک میری گردن تن سے جدا نہ ہوجائے۔

قریش مکہ مکرمہ نے آپ ﷺ کی بات کو مان لیا اور مصالحت کی گفتگو کے لئے عروہ بن مسعودؓ جو قریش مکہ مکرمہ کا تجربہ کار اور نہایت زیرک شخص تھا کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا۔ حضور نبی (کریم رؤف ورحیم ﷺ) نے عروہ سے وہی کچھ فرمایا جو بدیل کے ذریعے پہلے کہلا بھیجا تھا۔ عروہ بولا ''اے محمد (صلی اللہ علیک وسلم) اگر آپ ﷺ نے جنگ کی اور قریش کا خاتمہ کردیا تو کیا آپ ﷺ نے اپنے سے پہلے کسی اَیسے شخص کا نام سنا ہے جس نے خود اپنی قوم کا قلع قمع کردیا ہو؟ اور اگر جنگ کا دوسرا نتیجہ ہوا (یعنی آپ ﷺ کو شکست ہوئی) تو میں آپ ﷺ کے ساتھیوں میں اَیسے ملے جلے آدمی دیکھتا ہوں جو آپ ﷺ کو تنہا چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔

(امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) بڑے حلیم الطبع اور بردبار شخص تھے لیکن عروہ کی بات سُن کر جلال میں آگئے اور بولے ''بدمعاش! کیا ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ سکتے ہیں؟ عروہ نے (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے یہ تیور دیکھ کو پوچھا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا' ابوبکرؓ اَب عروہ نے (حضرت سیّدنا) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) سے مخاطب ہوکر کہا قسم ہے اُس

؎ بخاری جلد ۲ ص ۵۹ باب غزوۃ الحدیبیہ۔

ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر تمہارا مجھ پر اِحسان نہ ہوتا جس کا بدلہ میں اَب تک اَدا نہیں کر سکا ہوں تو میں تم کو ضرور جواب دیتا۔ ۵؎

صلح حدیبیہ پر عقیدۂ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ:

جب معاہدہ لکھا جانے لگا تو اُس کی بعض شرائط و دفعات جو قریش کی طرف سے پیش کی گئی تھیں، مسلمانوں کے لئے بڑی ہی صبر آزما تھیں۔ چنانچہ (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عمر بن خطاب (فاروق اعظم رضی اللہ عنہ) سے رہا نہ گیا' اُنہوں نے نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے شدّتِ جذبات کی وجہ سے اَیسے لب ولہجہ میں گفتگو کی جس کا ملال آخر دَم تک اُن کے دِل سے نہیں نکلا۔ اِس حالت میں (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) نے جواب دیا کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے محبوب رسولِ (کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم) جو کچھ کرتے ہیں اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے حکم سے کرتے ہیں' یقیناً اِس میں بھلائی ہوگی۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ) اِن کو ہلاک نہ کرے گا۔ اِس کے بعد آیتِ فتح نازل ہوئی اور (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عمر (رضی اللہ عنہ) کو بھی تسکین اور طمانیت حاصل ہوئی۔ ٦؎

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا مکالمہ:

صلح حدیبیہ کے بعد امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر عرض کرنے لگے ' **یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَلَسْنَا عَلٰی حَقٍّ وَّھُمْ عَلٰی بَاطِلٍ؟** ''یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کیا ہم حق پر اور وہ باطل پر نہیں ہیں؟''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیوں نہیں! عرض کیا' پھر ہم اپنے دین میں

۵؎ صحیح بخاری باب الشروط فی الجهاد والمصالحه مع اهل الحرب جلد ۱ ص ۳۷۸' مسند احمد جلد ۴ ص ۳۲۹' البدایہ والنہایہ جلد ۴ ص ۱۷۴' دلائل النبوۃ جلد ۴ ص ۱۰۲۔ ٦؎ صحیح مسلم باب صلح الحدیبیہ جلد ۲ ص ۱۰۲۔

جھکنا کیوں قبول کریں؟اور واپس لوٹ جائیں۔حالانکہ اَبھی تک اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم نے ہمارے اور اُن کے درمیان فیصلہ نہیں فرمایا۔آپ ﷺ نے فرمایا:**یَا ابْنَ الْخَطَّابِ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ (ﷺ) وَلَنْ یُّضَیِّعَنِیَ اللّٰهُ اَبَدًا** ''میں اللہ (عزوجل) کا رسول (ﷺ) ہوں، اللہ (تبارک وتعالیٰ جل شانہٗ الکریم) مجھے کبھی ضائع نہیں فرمائے گا''۔ یہ سُن کر امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) چلے گئے۔**فَلَمْ یَصْبِرْ مُتَغَیِّظًا**۔''اور اُن سے غصّہ ضبط نہ ہوسکا''۔ (اِس خیال سے کہ معاہدے میں ہمارے جھکنے کا رنگ نظر آتا ہے) بعدازیں امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، امیر المومنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ: اے (امیر المومنین حضرت سیّدنا) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کیا ہم حق پر اور وہ باطل پر نہیں ہیں؟

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ: کیوں نہیں؟

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ: کیا ہمارے مقتول جنت میں اور اُن کے مقتول جہنم میں نہیں ہیں؟

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ: کیوں نہیں!

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ: پھر ہم اپنے دین میں جھکنا کیوں قبول کریں؟ (یعنی دَب کر شرائط کیوں مانیں؟)

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ: اے عمر بن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنک)! آپ ﷺ، اللہ (عزوجل) کے رسول (ﷺ) ہیں اور اللہ عزوجل آپ (ﷺ) کو کبھی ضائع نہیں فرمائے گا۔

پھر اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم کے پیارے نبی کریم رؤف ورحیم

ﷺ پر قرآنِ مجید کی سورۂ فتح کی آیاتِ مبارکہ نازل ہوئیں پھر آپ ﷺ نے حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو بلایا اور اُن کو یہ سورت پڑھائی۔ حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کیا یہ فتح ہے؟ فرمایا: ہاں! پھر وہ خوش ہو کر لوٹ آئے۔

شرائطِ صلح حدیبیہ:

(۱) مسلمان اِس سال واپس چلے جائیں۔

(۲) مسلمان اَگلے سال آئیں اور صرف تین دن قیام کر کے چلے جائیں۔

(۳) ہتھیار لگا کر نہ آئیں، صرف تلوار ساتھ لائیں، وہ بھی نیام میں اور نیام بھی جُلُبّان (تھیلا وغیرہ) میں۔

(۴) مکہ مکرمہ میں جو مسلمان پہلے سے مقیم ہیں، اُن میں سے کسی کو اپنے ساتھ نہ لے جائیں اور مسلمانوں میں سے کوئی مکہ مکرمہ میں رہ جانا چاہے تو اُس کو نہ روکیں۔

(۵) کافروں یا مسلمانوں میں سے کوئی شخص اگر مدینہ منورہ جائے تو واپس کر دیا جائے لیکن اگر کوئی مسلمان مکہ مکرمہ میں جائے تو وہ واپس نہیں کیا جائے گا۔

(۶) قبائلِ عرب کو اِختیار ہوگا کہ فریقین میں سے جس کے ساتھ چاہیں معاہدہ میں شریک ہو جائیں۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر اِعتماد:

(حضور) نبی (کریم رؤف و رحیم ﷺ) کو (حضرت سیّدنا) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) کی رائے پر سب سے زیادہ اِعتماد تھا ایک مرتبہ (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر (صدیق) اور (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) دونوں کو خطاب کر کے اِرشاد فرمایا: تم دونوں اگر کسی مشورہ پر متفق ہو جاؤ تو میں اُس کی مخالفت نہیں کروں گا۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان:

ایک دفعہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نسبت اِرشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی یَکْرَہُ فَوْقَ سَمَآئِہٖ اَنْ یَّخْطَأَ اَبُوْ بَکْرٍ ۷

''اللہ تبارک وتعالیٰ آسمان پر اِس بات کو ناپسند فرماتا ہے کہ (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) خطا کریں''۔

اِس اِعتماد کا نتیجہ تھا کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسولِ (کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) کو سب سے زیادہ محبوب تھے۔

مقامِ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ:

تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مقام ومرتبہ سے اَچھی طرح باخبر تھے اور اُسی کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ کا اَدب واحترام کرتے تھے۔ (حضرت) عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) کا بیان ہے:

کُنَّا نُخَیِّرُ بَیْنَ النَّاسِ فِیْ زَمَنِ رَسُوْلِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فَنُخَیِّرُ اَبَا بَکْرٍ ۸

''ہم رسول (کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) کے (ظاہرہ) زمانۂ (حیات) میں (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو سب سے بہتر سمجھتے تھے''۔

---

۷ اصابہ جلد۲ ص۸۳۲، کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۶۳۲۔ ۸ بخاری جلد۱ ص ۵۱۶۔

امیر المؤمنین حضرت سیدّنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اَخلاق:

اِسلام کا مقصد اِنسانوں کے دِلوں کو نورِ ایمان سے منور کرنا اور اَعمال صالحہ، تزکیۂ نفس اور باطنی تطہیر کے ذریعے اعلیٰ اَخلاق وصفات پیدا کرنا ہے۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **بُعِثْتُ لِاُ تَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ** [1] یعنی ''میں مکارمِ اَخلاق کی تکمیل کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں''۔

ایک حدیث شریف میں ہے رسولِ (کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: **بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ صَالِحَ الْاَخْلَاقِ** [2] ''میں اچھے اَخلاق کی تکمیل کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں''۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مکارم اَخلاق کی تعلیم وتکمیل فرمانے والے پیارے محبوبِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض یافتہ اور بچپن سے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی دوست اور جانثار ساتھی رہے ہیں۔ آپ سعید طبیعت کے خوبصورت پیکر تھے۔ آپ ظہورِ اسلام سے قبل ہی اَخلاقِ حمیدہ سے متصف تھے۔

مکارمِ اَخلاق:

اِسلام کا اَصل مقصد اِیمان والوں کو تزکیۂ نفس اور تطہیر باطن کے ذریعہ اعلیٰ اَخلاق وصفات سے مُتَّصف کرنا ہے۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی غرضِ بعثت مکارم اَخلاق کی تکمیل بیان فرمائی ہے۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فطرت چونکہ سعید تھی اِس لئے آپ عہدِ جاہلیت میں بھی اَخلاقِ حمیدہ سے مُتَّصِف تھے۔ اُس زمانہ میں بھی کبھی آپ نے اُم الخبائث شراب کو منہ نہیں لگایا۔ جواء کی مجلس میں کبھی شریک نہیں ہوتے تھے۔ کسی بُت کے آگے کبھی سرخمیدہ نہیں ہوئے، حالانکہ یہ تینوں چیزیں عربوں کی گھٹی میں داخل تھیں۔ اِس کے علاوہ غریبوں کی خبر گیری، بے کسوں اور اَپاہجوں کی مدد، مسافر نوازی اور

---

[1] موطا امام ملک ص ۷۰۵۔ [2] السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱۰ ص ۱۹۲، شرح السنۃ جلد ۷ ص ۹، مستدرک حاکم جلد ۲ ص ۶۷۰، قرطبی جلد ۴ جزے ص ۳۴۵، جلد ۷ جز ۱۴ ص ۱۹۷۔

مہمان داری آپ کے خاص اَوصاف ہیں۔ پھر شرف اِسلام سے مشرف ہوئے تو اِن اَوصاف پر اور جلا ہوئی اور آپ مکارم ومحامدِ اخلاق کے پیکرِ اتم بن گئے۔ ۳؎

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیلئے ہاتفِ غیبی سے آواز:

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: **رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم وَمَا مَعَہٗ اِلَّا خَمْسَۃُ اَعْبُدٍ وَّامْرَ اتَانِ وَاَبُوْبَکْرٍ ۵۶؎** "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُس وقت زیارت کی جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سوائے پانچ غلاموں (حضرت سیّدنا بلال، حضرت سیّدنا زید، حضرت سیّدنا عامر، حضرت سیّدنا ابو فکیھہ اور حضرت سیّدنا عبید رضی اللہ عنہم اور دو عورتوں اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت سیّدہ اُمِ ایمن یا حضرت سیّدہ سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کے سوا کوئی اور نہ تھا"۔ ۵؎

۵؎ "صدیق یعنی بڑے سچے یا جس نے کبھی جھوٹ نہ بولا ہو' کہتے ہیں۔ ابوبکر صدیقؓ نے جاہلیت میں بھی بت پرستی نہیں کی۔ قاضی ابوالحسین نے اپنی سند سے روایت کی کہ اُن کے باپ ابوقحافہ اُن کو بت خانے میں لے گئے اور کہنے لگے بت کو سجدہ کرو۔ یہ کہہ کر وہ چلے گئے۔ ابوبکرؓ کہتے ہیں' میں ایک بت کے پاس گیا اور اُس سے کہا' میں بھوکا ہوں مجھ کو کھانا دے۔ اُس نے کچھ جواب نہ دیا۔ پھر میں نے کہا' میں ننگا ہوں' مجھ کو کپڑا پہنا۔ اُس نے کچھ جواب نہ دیا۔ آخر میں نے ایک پتھر لیا اور کہا اگر تو خدا ہے تو اپنے تئیں میرے ہاتھ سے بچا۔ یہ کہہ کر میں نے وہ پتھر اُس پر مارا' وہ اُوندھا گر پڑا۔ اِتنے میں میرے باپ آگئے' کہنے لگے یہ کیا کرتا ہے؟ میں نے کہا جو تم دیکھ رہے ہو' وہ مجھ کو میری والدہ کے پاس لائے اور اُن سے سب حال بیان کیا۔ اُنہوں نے کہا' میرے بیٹے سے کچھ مت بول۔ اللہ تعالیٰ نے اِس کی وجہ سے مجھ سے بات کی جب یہ پیٹ میں تھا اور مجھ کو درد ہونے لگی۔ میرے پاس کوئی نہ تھا' تو میں نے ایک ہاتف سے سُنا' اُس نے یوں آواز دی۔ اللہ کی بندی خوش ہو جا تجھ کو ایک

۳؎ کنز العمال جلد ۶ ص ۳۶۱۔

آزاد لڑکا ملے گا جس کا نام آسمان میں صدیقؓ ہے۔ وہ محمد ﷺ کا صاحب اور رفیق ہوگا۔ رضی اللہ عنہ (تیسیر الباری غیر مقلد جلد ۵ ص ۱۵۴ من وعن)

تقویٰ وطہارت:

آپ کے صحیفۂ اَخلاق میں سرفہرست تقویٰ وطہارت کا وصف ہے۔ جس طرح ایک تندرست معدہ مکھی یا اِسی طرح کی کوئی اور نجس چیز کو برداشت نہیں کرسکتا۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا معدہ کسی اَیسی چیز کو برداشت نہیں کرتا تھا جو معنوی نجاست و گندگی رکھتی تھی۔ ایک مرتبہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایک غلام نے کوئی چیز لاکر دی۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب اُس کو کھالیا تو غلام بولا آپ جانتے ہیں وہ کیا چیز تھی؟ پوچھا کیا تھی؟ اُس نے جواب دیا کہ میں عہدِ جاہلیت میں جھوٹ موٹ کہانت کا کام کرتا تھا یہ چیز اُسی کا معاوضہ تھی۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سنتے ہی قے کردی اور جو کچھ پیٹ میں تھا خارج کردیا۔ [۴]

غایتِ تقویٰ وطہارت کے باعث جس طرح امیر المؤمنین حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا معدہ کسی ناجائز چیز کو گوارا نہیں کرتا تھا۔ اِسی طرح اُن کے قدم اُس راہ میں بھی نہیں اُٹھتے تھے جس میں فُسّاق و فجار رہتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک شخص آپ کو ایک راستہ سے اپنے گھر لے جارہا تھا۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اُس سے واقف نہیں تھے۔ پوچھا یہ کونسا راستہ ہے؟ اُس شخص نے کہا' اِس راستہ میں اَیسے لوگ رہتے ہیں جن کے پاس سے گزرتے ہوئے بھی ہم کو شرم آتی ہے۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا خوب! گزرتے ہوئے شرم بھی آتی ہے اور پھر بھی اُسی راہ سے جارہے ہو۔ اچھا! تم جاؤ میں نہیں جاؤں گا۔ [۵]

خوفِ خدا:

تقویٰ وطہارت اور تمام دوسری نیکیوں کی اَصل خوفِ خدا ہے۔ امیر

---

[۴] بخاری جلد ۱ ص ۵۴۲۔ [۵] مسند احمد جلد ۳ ص ۵۱۔

المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر خوفِ خدا کا اِس درجہ غلبہ تھا کہ ایک مرتبہ ایک چڑیا کو درخت پر بیٹھے ہوئے دیکھا تو اُس کو خطاب کر کے کہنے لگے واہ واہ! اے چڑیا! تو کتنی خوش نصیب ہے۔ اے کاش! میں بھی تیرے جیسا ہوتا، تو درخت پر بیٹھتی ہے، پھل کھاتی ہے اور پھر اُڑ جاتی ہے۔ تجھ سے کوئی حساب و کتاب نہیں۔ آہ، اے کاش! میں ایک سرِ راہ گذر میں ایک درخت ہوتا' اُونٹ وہاں سے گزرتا مجھ کو پکڑتا۔ اپنا منہ مجھ پر مارتا۔ مجھ کو چباتا اور اِس طرح میری تحقیر کرتا اور پھر مینگنی کی شکل میں مجھ کو خارج کر دیتا۔ یہ سب کچھ ہوتا مگر میں بشر نہ ہوتا۔ [۶]

تواضع اور سادگی:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اگرچہ نہایت جلیل القدر خلیفہ تھے لیکن غریبوں اور ضرورت مند لوگوں کا معمولی سے معمولی کام کرنے میں بھی اُن کو عار نہیں ہوتی تھی اور نہایت خاموشی سے وہ اَیسے کام کرنے میں بڑی مسرّت محسوس کرتے تھے۔ مدینہ منورہ میں ایک نابینا عورت تھی جس کا کام کاج امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آ کر کر دیتے تھے لیکن چند روز کے بعد اُنہیں معلوم ہوا کہ اُن سے پہلے کوئی اور شخص آ کر اِس عورت کے تمام کام کر جاتا ہے۔ اُن کو اَب یہ معلوم کرنے کا شوق ہوا کہ یہ کون شخص ہے؟ ایک شب وہ اُس کی جستجو میں کہیں چھپے بیٹھے رہے تو یہ دیکھ کر اُن کی حیرت کی اِنتہا نہ رہی کہ یہ شخص امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں جو خلیفہ ہونے کے باوجود پوشیدہ طور پر اُس نابینا عورت کے گھر آتے ہیں اور اُس کے تمام گھریلو کام کر جاتے ہیں۔ [۷]

اِنکساری و تواضع اور فروتنی کی اِنتہا یہ تھی کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہونے کی حیثیت سے تعظیم و تکریم کے آداب بجا لاتے تھے تو دل میں شرمساری محسوس کرتے تھے اور فرماتے تھے ''تم لوگوں نے مجھ کو بہت بڑھا چڑھا دیا ہے''۔ اگر کسی سے مدح و ستائش کے اَلفاظ سن لیتے تو دِل ہی دِل میں کہتے کہ ''اے خدا تو مجھ کو اِن

---

[۶] منتخب کنز العمال مسند احمد جلد ۴ ص ۳۶۱۔ [۷] ابن کثیر جلد ۲ ص ۲۹۱۔

لوگوں کے حسنِ ظن کے مطابق بنا۔ میرے گناہوں کو معاف کر دے اور اِن لوگوں کی بیجا تعریف پر میری پکڑ نہ کر''۔

غیر طبعی طور پر اگر تکبر کی کوئی علامت آپ میں پائی جاتی تھی تو آپ پریشان ہو جاتے تھے، ایک مرتبہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے کپڑے ازراہِ تکبر گھسیٹتے ہوئے چلتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ قیامت کے دن اُس کی طرف نظر نہیں کرے گا''۔ (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میرے کپڑوں کا ایک پہلو کبھی لٹک جاتا ہے اور مجھ کو اِس کا خیال نہیں رہتا۔ اِرشاد ہوا تم تو ازراہِ تکبر ایسا نہیں کرتے۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تواضع:

جب آپ نے حضرت یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو چوتھائی حصّہ شام کا امیر بنایا تو ان کی مشایعت یعنی ساتھ ساتھ چلنے کے لئے پیدل (شہر سے) باہر نکل آئے حضرت یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا یا تو آپ سوار ہو جائیں اور یا میں نیچے اُتروں تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہ تو آپ اُتریں اور نہ میں سوار ہوں گا میں تو بہ نیت عبادت اپنے قدم اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں اُٹھا رہا ہوں۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ (کریم رؤف ورحیم ﷺ) نے فرمایا: جس کو یہ پسند ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اُس کی دُعا قبول فرمائے اور اُس کی بے چینی کو زائل کرے تو اُس کو چاہئے تنگدست (مقروض) کو مہلت دے اور چاہئے اُسے کچھ چھوڑ بھی دے اور جو شخص یہ چاہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ قیامت کے دن جہنم کی گرمی سے بچائے اور اُس کو اپنے ظلِ رحمت میں رکھے تو وہ ہرگز مومن پر کھردرا نہ بنے لیکن اُن سے رحمت اور شفقت کا برتاؤ کرے۔ [۸]

خودداری:

اگرچہ دوسروں کا معمولی سے معمولی کام کرنے میں بھی آپ کو عار نہیں آتی تھی

[۸] درمنثور جلد ا ص ۳۶۹' حلیۃ الاولیاء جلد ۵ ص ۱۳۰۔

لیکن خودداری کی وجہ سے دوسروں سے اپنا چھوٹا سا کام لینا بھی گوارا نہیں کرتے تھے۔ حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ بسا اوقات چلتے چلتے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے اُونٹ کی نکیل گر پڑتی تو اُونٹ کو بٹھا کر نکیل اُٹھاتے۔ ایک مرتبہ لوگوں نے عرض کیا، آپ اِتنی زحمت کیوں اُٹھاتے ہیں؟ ہم کو حکم کیا کیجئے ہم اُٹھا دیں گے۔ فرمایا: میرے حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کروں۔ ۹

فقر اور درویشی:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیت المال سے اپنے لئے وظیفہ لیتے تھے لیکن اُس کی مقدار کتنی تھی اُس کا اندازہ اِس سے ہوسکتا ہے کہ ایک مرتبہ اُن کی بیوی کا جی چاہا کہ میٹھی چیز کھائیں۔ شوہر سے فرمائش کی تو اُنہوں نے جواب دیا کہ گنجائش نہیں ہے۔ بیوی نے کہا کہ اچھا! آپ روزمرہ کے خرچ کے لئے جو مجھے دیتے ہیں، اب میں اُسی میں سے پس اَنداز کروں گی یہاں تک کہ میٹھی ڈش کی قیمت کے برابر ہو جائے۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''اچھا کرو''۔ چند روز میں اتنے پیسے جمع ہو گئے کہ جتنے میں میٹھی ڈش کا سامان خریدا جا سکے جب حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اِس کا علم ہوا تو فرمایا معلوم ہوا کہ روزمرہ کا خرچ اُن چند پیسوں کو کم کر دینے کے بعد پورا ہوسکتا ہے جو تم روزانہ پس اَنداز کرتی تھی۔ اِس لئے اَب آئندہ تم کو گھر کا خرچ اُسی قدر کم کر کے دیا جائے گا اور جو رقم میٹھی ڈش کے نام سے پس اَنداز ہوئی تھی وہ بیت المال میں داخل کر دی۔ ۱۰

حُسنِ خُلق:

حُسنِ خلق اِسلام کا حُسن ہے۔ نبی (کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) کا ارشادِ مبارک ہے، میزانِ قیامت میں حُسنِ خلق سے زیادہ وزنی کوئی چیز نہیں ہوگی۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، اِنَّ مِنْ خِیَارِکُمْ

---

۹ مسند احمد جلد ا ص ۱۱۔ ۱۰ ابن کثیر جلد ۲ ص ۲۹۱۔

اَحْسَنُکُمْ اَخْلَاقًا [۱۱] ''تم میں سے بہترین لوگ وہی ہیں جو تم میں سے بہترین اَخلاق والے ہیں''۔ حُسنِ خُلق کا مظاہرہ سب سے پہلے اُس وقت ہوتا ہے جب آپس میں ملاقات اور سلام دُعا کا سلسلہ چلتا ہے۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سلام کرنے میں پہل کرنے کو ترجیح دیتے تھے۔ ایک مرتبہ رسول رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عمرو بن عوف کے آدمی سے قرض وصول کرنے کے لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھیجا تو جو آدمی راستے میں آپ کو ملتا تھا تو سلام میں پہل کرتا۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اَلَا تَرَی النَّاسَ یَبْدُوْنَکَ بِالسَّلَامِ فَیَکُوْنُ لَھُمُ الْاَجْرُ اَبْدَاھُمْ بِالسَّلَامِ یَکُنْ لَکَ الْاَجْرُ [۱۲] ''کیا تم دیکھتے نہیں لوگ تمہیں پہلے سلام کرتے ہیں اور ثواب لے جاتے ہیں تم پہلے سلام کیا کرو تو ثواب تمہارے حصّے میں آئے گا''۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' ایک دفعہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے سواری پر بیٹھا تھا۔ فَیَمُرُّ عَلَی الْقَوْمِ فَیَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ فَیَقُوْلُوْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَیَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ فَیَقُوْلُوْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ فَضَلَنَا النَّاسَ الْیَوْمَ بِزِیَادَۃٍ کَثِیْرَۃٍ [۱۳] ''ہم جن لوگوں کے پاس سے گزرتے (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) اُنہیں فرماتے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ تو وہ جواب دیتے وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ اور پھر (امیر المومنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) فرماتے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ تو سننے والے جواباً وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ کہتے تو (حضرت ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ آج تو لوگ فضیلت میں ہم سے بڑھ گئے''۔

اِنکساری:

جب کوئی آپ کی تعریف کرتا تو آپ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں عرض

---

[۱۱] البدایہ والنہایہ جلد ۶ ص ۳۷' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۰۷۵' بخاری حدیث نمبر ۳۵۵۹' مسلم حدیث نمبر (۶۸۔۲۳۲۱)' ترمذی حدیث نمبر ۱۹۷۵' مسند احمد جلد ۲ ص ۱۹۳' مرقاۃ جلد ۹ ص ۲۷۳۔
[۱۲] الادب المفرد ص ۱۴۵ (بیروت)۔ [۱۳] الادب المفرد ص ۴۲۔

کرتے اَللّٰھُمَّ اَنْتَ اَعْلَمُ مِنِّیْ بِنَفْسِیْ وَاَنَا اَعْلَمُ بِنَفْسِیْ مِنْھُمْ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ خَیْرًا مِّمَّا یَظُنُّوْنَ ' وَاغْفِرْلِیْ مَالَا یَعْلَمُوْنَ وَلَا تُؤَاخِذْنِیْ بِمَا یَقُوْلُوْنَ [۱۴] ''یاالٰہی میری بابت میرے نفس سے زیادہ تجھے علم ہے اور میں اپنے نفس کو اِن تعریفیں کرنے والوں سے زیادہ جانتا ہوں' یا اللہ (عَزَّوَجَلَّ) مجھے اِن تعریف کرنے والوں کے گمان کے مطابق بنادے اور میری اُن خطاؤں اور لغزشوں کو بخش دے جن کا اِن لوگوں کو علم نہیں اور میرے بارے میں یہ لوگ جو کچھ کہتے ہیں اِس کا مجھ سے مواخذہ نہ فرمانا''۔

زُہد:

اللہ تبارک وتعالیٰ کے خوف اور تقویٰ وطہارت کی وجہ سے اِنسان کے دل پر دنیا کی بے ثباتی کا نقش جم جاتا ہے اور لازمی طور پر زہد کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دَور ہی میں دنیا نے اپنا سر مسلمانوں کے قدموں پر جھکا دینا شروع کر دیا تھا لیکن آپ کے زہد کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ آپ نے پینے کے لیے پانی مانگا۔لوگوں نے پانی اور شہد ملا کر پیش کیا' آپ نے پیالہ منہ سے لگا کر ہٹا لیا اور رونے لگے' جو لوگ پاس بیٹھے تھے اُن پر اَیسی رقت طاری ہوئی کہ وہ بھی رونے لگے۔آپ تھوڑی دیر کے لیے چپ ہو گئے ۔ پھر رونا شروع کر دیا۔ لوگوں نے وجہ دریافت کی تو فرمایا: ایک دن میں رسولِ (کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ تھا' میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو دُور دُور فرما رہے ہیں۔''میں نے پوچھا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز کو دُور دُور فرما رہے ہیں میں تو یہاں کوئی چیز دیکھتا نہیں ہوں۔ اِرشاد ہوا''دُنیا میرے سامنے مجسم ہو کر آ گئی تھی میں نے اُس سے کہا کہ میرے سامنے سے ہٹ جا' وہ ہٹ گئی مگر پھر دوبارہ آئی اور اُس نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے بچ کر نکل جائیں تو نکل جائیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو لوگ آئیں گے وہ بچ کر نہیں جا سکتے۔یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد امیر

---

[۱۴] تاریخ الخلفاء ص۸۲۔

المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اِس وقت مجھ کو یہی بات یاد آ گئی اور مجھ کو خوف ہوا کہ کہیں مجھ سے چمٹ نہ جائے۔

ایک مرتبہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو نصیحت فرمائی، فَرَّعَنِ الشَّرَفِ يَتَّبِعُکَ الشَّرَفُ وَاَحْرِصْ عَلَى الْمَوْتِ تُوْهَبْ لَکَ الْحَيَاةُ ۱۵؎ ''بڑائی سے بھاگو تو بڑائی تمہارے پیچھے آئے گی اور موت کی آرزو کرو تو زندگی بخشی جائے گی''۔

مسندِ خلافت پر جلوہ اَفروز ہونے سے پہلے محلّہ کی لڑکیوں کی بکریوں کا دُودھ دوہ دیتے تھے۔ خلیفہ ہونے کے بعد ایک بھولی بھالی لڑکی کو سب سے زیادہ فکر ہونے لگی کہ ہماری بکریوں کا کیا ہوگا؟ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سنا تو فرمایا: اللہ (عزوجل) کی قسم میں اَب بھی بکریاں دوہوں گا۔ خلافت مجھ کو خدمتِ خلق سے باز نہ رکھ سکے گی۔ ۱۶؎

خلافت سے قبل آپ کا ذریعہ معاش تجارت تھا۔ انتخاب کے کچھ دنوں بعد تک بھی اِس کو قائم رکھا۔ ایک دن حسبِ معمول کندھے پر کپڑوں کے کچھ تھان رکھے ہوئے بازار جارہے تھے کہ راہ میں امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما مل گئے، اُنہوں نے کہا'' اے خلیفۂ رسول (رضی اللہ عنہ) آپ کہاں جارہے ہیں؟ بولے بازار، اُنہوں نے کہا، اَب آپ مسلمانوں کے والی ہیں، چلئے ہم آپ کے لئے وظیفہ مقرر کردیں گے۔ ۱۷؎ لیکن ایک روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کچھ روز تو تجارت کا مشغلہ جاری رکھا لیکن جب آپ کو یہ محسوس ہوا کہ اِس سے فرائضِ خلافت کی انجام دہی میں یکسوئی باقی نہیں رہتی اور اِس میں خلل پڑتا ہے تو آپ نے خود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورہ سے بقدرِ ضرورت اپنا وظیفہ مقرر کرلیا۔ ۱۸؎

۱۵؎ ابن اثیر جلد۲ ص۲۹۔ ۱۶؎ طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ ۱۷؎ ابن اثیر جلد۲ ص۲۹۱۔ ۱۸؎ اسد الغابہ جلد۳ ص۲۱۷، صحیح بخاری جلد۱ ص۵۱۷۔

اِنفاق فی سبیل اللہ:

اِسلام قبول کرنے کے وقت آپ کے پاس چالیس ہزار درہم تھے۔ مدینہ منورہ پہنچتے ہی کل پانچ ہزار رہ گئے' وہ بھی سب رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی میں خرچ کر دیئے۔ یہاں حضرت خارجہ رضی اللہ عنہ کی شرکت میں تجارت پھر شروع کی' اِس سے بھی جو کچھ آمدنی ہوئی' غزوۂ تبوک میں سب حضور نبی (کریم رؤف ورحیم ﷺ) کے قدموں پر لا کر رکھ دی' اور بال بچوں کے لئے صرف اللہ جل شانہ اور اُس کے رسول ﷺ کو چھوڑ دیا۔ یہ واقعات تو خلافت سے پہلے کے تھے۔ خلیفہ ہوئے تو تجارت ترک کر دی اور بہت معمولی طور پر گزر بسر کرنے لگے۔ مرضِ وفات میں اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرماتے ہیں۔ ''جب سے میں خلیفہ ہوا ہوں میں نے مسلمانوں کا نہ تو کوئی ایک درہم کھایا ہے نہ ہی دینا ہے' جو وہ کھاتے اور پہنتے ہیں وہی میں نے کھایا اور پہنا ہے اور اَب اِس وقت لے دے کے میرا جو کچھ اثاثہ ہے وہ ایک اُونٹ' ایک غلام اور ایک چادر ہے۔ [19] خود تنگی ترشی سے گزر بسر کرتے تھے' لیکن غریبوں اور محتاجوں کا اتنا خیال تھا کہ موسم سرما میں اُن کو کپڑے تقسیم کرتے تھے۔ [20]

اپنے دورِ خلافت میں ایک دفعہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر کا پلا منہ پر ڈال لیا اور اِتنا روئے کہ اُن کی ڈاڑھی شریف بھیگ گئی پھر اُس کے بعد اُنہوں نے فرمایا' میں تمہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ آلِ فرعون والا مومن بہتر تھا یا امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بہتر ہیں۔ قوم خاموش رہی آپ نے فرمایا: تم مجھے جواب نہیں دیتے تو پھر سنو! اللہ (عزّوجلّ) کی قسم امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایک ساعت مومنِ آلِ فرعون کی تمام عمر سے بہتر ہے وہ اَیسا شخص تھا جو اِیمان چھپائے ہوئے تھا اور یہ (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) اپنے اِیمان کا اِعلان کر چکے تھے۔ [21]

---

[19] ابن اثیر جلد۲ ص۲۹۰۔ [20] سنن ابوداؤد کتاب الادب باب فی الانتصار۔ [21] ازالۃ الخفاء جلد۲ ص۲۳۲ مترجم۔

شجاعت:

شجاعت ایک اَیسا وصف ہے جو عجز و مسکنت اور تواضع و بے نفسی کے ساتھ بہت کم جمع ہوتا ہے لیکن اِصلاح جو تزکیۂ نفس کے ذریعہ اَخلاق و ملکات کے اِعتدال کا نام ہے۔اُس کی تعلیمات اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے خاص فیضِ تربیت کا یہ اثر تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم **اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ وَ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ** کی تصویر تھے۔شبنم کی لطافت کے ساتھ سورج کی حرارت اور شیشہ کی نزاکت کے ساتھ پتھر کی سختی رکھتے تھے۔امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اِس وصفِ خاص میں بھی سب سے نمایاں تھے۔حضرت محمد بن عقیل علیہ الرحمہ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے دیتے پوچھا کہ بتاؤ' دنیا کا سب سے زیادہ بہادر شخص کون ہے؟ ہم نے کہا' آپ' تو آپ نے فرمایا' نہیں' اِس کے بعد اِرشاد ہوا **اَشْجَعُ النَّاسِ** ''تمام لوگوں سے بہادر'' امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔غزوۂ بدر کے موقع پر ہم نے نبی (کریم رؤف ورحیم ﷺ) کے لئے ایک کیمپ بنا دیا تھا جس میں آپ ﷺ قیام فرما رہے۔پھر ہم نے پوچھا کہ اِس کیمپ میں حضور ﷺ کی چوکیداری کی خدمت کون اَنجام دے گا؟ تو کسی نے پیش قدمی نہیں کی۔اَلبتہ اَمیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سبقت فرمائی اور شمشیر بدست نبی (کریم رؤف ورحیم ﷺ) کی خدمت میں اِس مستعدی اور آمادگی کے ساتھ پہرہ دیتے رہے کہ جہاں کسی نابکار نے اُدھر کا رخ کیا تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اُس پر جھپٹ پڑے۔

اِسی طرح مکہ مکرمہ میں ایک مرتبہ قریش نے جب رسول اللہ ﷺ کو اپنے نرغہ میں لیکر طرح طرح کی اذیتیں دینی شروع کیں تو اُس وقت بھی تنہا امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے جو اِس ہجوم میں گھسے چلے گئے' کسی کو تھپڑ رسید کیا' کسی کو لات ماری اور کسی کو پیٹا اور آخر یہ کہتے ہوئے کہ ارے ظالمو! کیا تم اُس ہستی کو قتل کرنا چاہتے ہو جو فرماتے ہیں کہ میرا رب اللہ (عزوجل) ہے؟۔ اور رسول اللہ ﷺ کو اُن کے نرغے میں سے نکال لائے۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خطبات:

حضرت ابنِ عساکر علیہ الرحمہ نے حضرت موسیٰ بن عقبہ علیہ الرحمہ سے روایت کی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ یہ خطبہ دیا "تمام تعریفیں اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) ہی کے واسطے ہیں، میں اُسی کی حمد کرتا ہوں اور اُسی سے مدد مانگتا ہوں اور موت کے بعد اُسی سے کرم کا خواستگار ہوں، اے لوگو! میری اور تمہاری موت قریب آچکی ہے۔ (ہمیں اور تمہیں سب کو مرنا ہے)۔

میں اِس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اِلٰہ واحد کے کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور نہ کوئی اُس کا شریک ہے اور بے شک حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اُس کے بندے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے حق کے ساتھ بشیر و نذیر اور روشن چراغ بنا کر بھیجا تا کہ وہ زندہ لوگوں کو (عذابِ الٰہی سے) ڈرائیں اور کافروں پر اللہ (عزوجل) کی حجت تمام کردیں۔ پس جن لوگوں نے اللہ (جل جلالہ) اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اِطاعت کی اُنہوں نے ہدایت پائی اور جس نے اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) اور اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نافرمانی کی وہ کھلا گمراہ ہے۔

لوگو! میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ (عزوجل) سے ڈرو اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے تم کو (ہدایت کا) جو راستہ دکھایا ہے اُس پر قائم رہو۔ کلمۂ اِخلاص کے بعد اِسلامی ہدایات (اَحکام) کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنے امیر کے اَحکام سنو اور اُن کی تعمیل کرو، کیونکہ جس نے اللہ تبارک وتعالیٰ اور اپنے امیر کی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں اِطاعت کی اُس نے فلاح پائی (کامیاب ہوا) اور اُس پر جو حق تھا وہ اُس نے اَدا کر دیا، خود کو نفس کی پیروی سے بچاؤ، جو نفس کی پیروی طمع اور غصّہ سے بچا وہ محفوظ رہا وہ کامیاب ہوا (فلاح کو پہنچ گیا) کبھی غرور نہ کرو۔ غور کرو کیا وہ شخص بھی فخر و غرور کر سکتا ہے جو مٹی سے پیدا کیا گیا ہو اور مٹی ہی میں ملنے والا ہو، جس کو کیڑے کھائیں گے، آج وہ زندہ ہے کل مُردہ ہوگا۔ پس ہر روز بلکہ ہر گھڑی نیک عمل کرو، مظلوم کی بددُعا سے بچو۔ اپنے نفوس کو مُردہ شمار کرو، صبر کرو، کہ صبر ہی اَیسی چیز ہے جو نیک اَعمال کراتا

ہے۔ پرہیز گاری اِختیار کرو کہ پرہیز گاری ہی اَیسی چیز ہے جو بہت نفع بخش ہے۔ عمل کرو کیونکہ عمل ہی قبول کیا جا سکتا ہے۔ جو چیز تمہیں اللہ (عزّوجلّ) کے عذاب کی طرف لے جائے اُس سے بچو اور اُس کام کے کرنے میں عجلت کرو جس کے کرنے میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی رحمت کا وعدہ کیا ہے۔ خود سمجھو' دوسروں کو سمجھاؤ' ڈرو اور ڈراؤ' کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے واضح طور پر فرما دیا ہے کہ تم سے پہلے لوگ کن کن کاموں کے کرنے سے ہلاک ہوئے اور کون سے کام کرنے کے باعث نجات پائی۔ اُس نے اپنی پاک کتاب (قرآنِ کریم) میں حلال وحرام' مکروہ وپسندیدہ چیزیں بیان فرما دی ہیں۔ میں تم کو اور اپنے نفس کو نصیحت کرنے میں دیر نہیں کرتا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ مددگار ہے اور اُس کے سوا کسی میں حقیقی قوت نہیں ہے۔ تم جان لو! کہ اللہ تبارک وتعالیٰ بغیر اعمال کے تم کو نہیں چھوڑے گا۔ (عمل کا بدلہ ضرور ملے گا)۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت کرو اور اپنے حصّہ کی حفاظت کرو' تم دین کی آرزو کرو' دین کو ہاتھ سے نہ چھوڑو۔ جہاں تک ہو سکے نوافل پڑھو کہ تمہارے فرائض (کی ادائیگی) میں جو کمی رہ گئی ہے وہ پوری ہو جائے تم جب خالی ہاتھ ہو گے تو تم کو جزا ملے گی۔

اے اللہ (جلّ جلالک) کے بندو! اپنے اُن بھائیوں اور دوستوں کے بارے میں غور کرو جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں اُنہیں جو کچھ پیش آنا تھا وہ آ چکا اور وہ اُس پر قائم ہو چکے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اُس کے اور مخلوق کے درمیان نسب (رشتہ) کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ محض اپنے کرم اور مہربانی سے مخلوق پر بخشش فرماتا ہے' جب تک مخلوق' عبادت کی طرف جھک نہ جائے' اللہ تبارک وتعالیٰ اُس وقت تک اُس پر سے بُرائی اور مصیبت نہیں ہٹاتا۔ وہ بھلائی کس طرح بھلائی ہو سکتی ہے جس کا انجام دوزخ ہو اور وہ برائی' برائی نہیں ہے جس کا نتیجہ جنت ہو۔ پس میں تم سے یہی کہنا چاہتا ہوں' میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے تمہارے اور اپنے لئے مغفرت کا طالب ہوں اور نبی (کریم رؤف ورحیم ﷺ) پر دُرود وسلام بھیجتا ہوں' اُن پر اللہ کی برکتیں اور رحمتیں نازل ہوں۔

حضرت اِمام بیہقی علیہ الرحمہ اور حضرت حاکم علیہ الرحمہ نے حضرت عبداللہ بن حکیم رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق

رضی اللہ عنہ نے ہمارے سامنے اِس طرح خطبہ اِرشاد فرمایا:

خطبۂ دیگر:

تمام تعریفیں اللہ تبارک وتعالیٰ اور تمام تر ثناء اُسی کے لئے ہے جو اِس کا اہل ہے۔لوگو! میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرو اور جو تعریف اُس کے لائق ہے وہ تعریف کیا کرو۔لوگو! تم رغبت کو اَہمیت کے ساتھ شامل کرو (رغبت کے ساتھ ثناء اِلٰہی کی اَہمیت سمجھتے ہوئے اُس کی حمد کرو) کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کے خاندان کی تعریف اِس طرح فرمائی ہے۔**اِنَّھُمْ کَانُوْا یُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرَاتِ وَ یَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَھَبًا وَّ کَانُوْا لَنَا خَاشِعِیْنَ o** (الانبیاء: ۹۰) ''بے شک یہ لوگ نیک کاموں میں عجلت کیا کرتے تھے اور ہم کو بڑے ذوق وشوق سے یاد کرتے تھے اور ساتھ ہی ساتھ خضوع وخشوع کرتے تھے''۔

اللہ کے بندو! اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہارے نفوس اپنے حقوق کے عوض رہن اور گروی رکھ لئے ہیں اور اِس پر تم سے وعدے لئے ہیں اور تم سے فانی اور قلیل دنیا کو کثیر اور باقی رہنے والی آخرت کے بدلے میں خرید لیا ہے۔تمہارے پاس اللہ تبارک وتعالیٰ کی جو کتاب ہے' اُس کا نور کبھی نہیں بجھے گا اور نہ اُس کے عجائبات کم ہوں گے۔پس تم اُس کے نور سے منور ہو جاؤ اور اُس کتاب سے نصیحت حاصل کرو' اور اُس دن کے لئے جس دن کوئی نور نہ ہوگا' اُس کے نور کو ذخیرہ کر رکھو کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تم کو اپنی عبادت ہی کے لئے پیدا کیا ہے اور تم پر دو معزز لکھنے والے (کراماً کاتبین) مقرر فرمادیئے جو تمہارے کام سے واقف ہیں۔

اللہ (عزوجل) کے بندو! یہ بات بھی جاننے کے لائق ہے کہ تمہارا ہر قدم اُس موت کی طرف بڑھ رہا ہے جس کا علم تم سے پوشیدہ ہے' اگر تم سے ہو سکے تو اِتنا کرو کہ جس وقت تمہارے پاس موت آئے تو تم اللہ تبارک وتعالیٰ کے کام میں مصروف ہو' اور یہ بات سوائے فضل اِلٰہی کے تم کو میسر نہیں آسکتی۔یہ اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) کی دین ہے کہ وہی عمل صالح کی توفیق عطا فرماتا ہے۔موت سے پہلے عملِ صالح کی طرف بڑھو تاکہ

بُرے کاموں سے محفوظ رہو، بہت سی قومیں اَیسی گزری ہیں کہ جب اُن کو موت آئی تو وہ خود کو غیر اللہ کے حوالے کر چکی تھیں (یعنی اللہ کی نافرمانی میں مصروف تھیں) اور اپنے نفوس کو فراموش کر چکی تھیں۔ میں تم کو متنبہ کرتا ہوں کہ تم اُن کی مثل نہ ہو جانا، عمل خیر میں جلدی کرو دوڑو' دوڑو! موت تم سے بہت قریب ہے۔ اے مسلمانو! نجات تمہارے ہی لئے ہے۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نصائح:

حضرت اِمام احمد علیہ الرحمہ نے کتاب الزہد میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے لکھا ہے۔ فرماتے ہیں: اَتَیْتُ اَبَابَکْرٍ فَقُلْتُ اِعْهَدْ اِلَیَّ فَقَالَ یَاسَلْمَانُ اِتَّقِ اللّٰهَ وَاعْلَمْ اَنَّهٗ سَیَکُوْنُ فُتُوْحٌ فَلَا اَعْرِفَنَّ مَا کَانَ حَظُّکَ مِنْهَا مَاجَعَلْتَهٗ فِیْ بَطْنِکَ اَوْاَلْقَیْتَهٗ عَلٰی ظَهْرِکَ وَاعْلَمْ اَنَّهٗ مَنْ صَلَّی الصَّلٰوٰتِ الْخَمْسَ فَاِنَّهٗ یُصْبِحُ فِیْ ذِمَّةِ اللّٰهِ وَیُمْسِیْ فِیْ ذِمَّةِ اللّٰهِ فَتَخْفِرَ اللّٰهَ فِیْ ذِمَّتِهٖ فَیَکُبُّکَ اللّٰهُ فِی النَّارِ عَلٰی وَجْهِکَ [۲۲] ''ایک روز میں امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا کہ مجھے کچھ نصیحت کیجئے۔ آپ نے فرمایا: مسلمانو! اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرو' اچھی طرح یقین کرلو کہ وہ وقت قریب ہے جب ہر پوشیدہ بات ظاہر ہو جائے گی اور لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ ہر چیز میں تمہارا کتنا حصّہ ہے' تم نے کیا کھایا اور کیا چھوڑا؟ جس نے پانچوں وقت کی نماز ادا کر لی وہ صبح سے شام تک اللہ تبارک وتعالیٰ کی حفاظت میں آ گیا' اُس کو کون مار سکتا ہے؟ اور جس نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذمہ داری سے عہد شکنی کی اللہ تبارک وتعالیٰ اُس کو دوزخ میں اُوندھے منہ ڈال دے گا''۔

اَوّلیات:

محدثین ومؤرخین نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اُن کارناموں کا الگ الگ ذکر کیا ہے جن میں آپ نے سب پر سبقت حاصل کی۔

---

۲۲ تاریخ الخلفاء ص ۸۱۔

ذیل میں اُن کی فہرست پیش کی جاتی ہے۔
ا۔مَردوں میں سب سے پہلے آپ نے اِسلام قبول کیا۔
۲۔قرآنِ مجید کا نام سب سے پہلے آپ نے مصحف رکھا۔
۳۔قرآنِ مجید کوسب سے پہلے آپ نے جمع کرایا۔
۴۔سب سے پہلا شخص جس نے کفارِ قریش کیساتھ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی حمایت میں جنگ لڑی اور ضرباتِ شدیدہ برداشت کیں وہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔
۵۔اِسلام میں سب سے پہلے جس نے مسجد بنائی وہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ لکھتے ہیں' امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اوّل کسے است کہ مسجد بنا کرد واعلامِ اسلام نمود"۔[۲۳]
۶۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی حیات میں جس کوسب سے پہلے حج کی اِمامت کا شرف حاصل ہوا وہ آپ ہی ہیں۔یعنی امیر الحجاج بنے۔
۷۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے جس کو بااصرار نماز کی اِمامت کا حکم فرمایا اور خود بھی اُس کے پیچھے اِقتداء فرمائی وہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔
۸۔سب سے پہلے خلیفۂ راشد ہیں اور سب سے پہلے شخص ہیں جو اِس لقب سے پکارے گئے۔
۹۔سب سے پہلے خلیفہ ہیں جن کو باپ کی زندگی میں خلافت ملی۔
۱۰۔سب سے پہلے خلیفہ ہیں جن کا نفقہ رعایا نے مقرر کیا۔ [۲۴]
۱۱۔سب سے پہلے آپ نے بیت المال قائم کیا۔
۱۲۔سب سے پہلے آپ نے اِجتہاد واِستنباطِ احکام کے اصول اربعہ مقرر کئے۔
۱۳۔سب سے پہلے دوزخ سے نجات کی خوش خبری نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے آپ کو ہی دی اور عتیق کے لقب سے مشرف فرمایا۔
۱۴۔سب سے پہلے آپ وہ شخص ہیں جنہوں نے بارگاہِ نبوت ﷺ سے کوئی لقب حاصل کیا۔

---

[۲۳] ازالۃ الخفاء جلد۲ص ۱۱۔[۲۴] ابن کثیر جلد۲ص ۲۹۱۔

محاسن امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

صاحبِ مشاہدہ:

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کشف المحجوب شریف میں لکھا ہے کہ مشائخ طریقت نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اربابِ مشاہدہ اور صاحبانِ علم وعرفان میں مقدم رکھا ہے۔ حضرت محمد بن سیرین تابعی علیہ الرحمہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب قرأت فرماتے تھے تو پست آواز سے اور امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب قرأت فرماتے تھے تو بلند آواز سے کرتے تھے۔ ایک مرتبہ رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ تم کس وجہ سے نرم وآہستہ تلاوت کرتے ہو؟۔ عرض کیا (اَسْمَعُ مَنْ اُنَاجِیْہِ) ''جس سے مناجات کرتا ہوں وہ خوب سنتا ہے''۔ میں جانتا ہوں وہ مجھ سے دُور نہیں اور اُس کی سماعت کے لئے نرم یا بلند آواز سے پڑھنا دونوں برابر ہیں اور جب امیر المؤمنین حضرت سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا گیا تو آپ نے عرض کیا: اُوْقِظُ الْوَسْنَانَ وَالْمَرْدُ الشَّیْطَانَ ''سوتے ہوؤں کو جگاتا ہوں اور شیطان کو بھگاتا ہوں''۔ پھر جب یہ آیتِ مبارک نازل ہوئی وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا (بنی اسرائیل:۱۱) ''اور نماز میں نہ تو بہت پکار کر پڑھئے اور نہ ہی بالکل چپکے چپکے پڑھئے''۔ قِیْلَ لِاَبِیْ بَکْرٍ اِرْفَعْ شَیْئًا وَقِیْلَ لِعُمَرَ اِخْفَضْ شَیْئًا[۱] ''تو (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) سے فرمایا گیا آواز ذرا اُونچی کیجئے اور (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عمر (بن خطاب رضی اللہ عنہ) سے فرمایا گیا کہ آواز ذرا نیچی کیجئے۔''

---

۱ ازالۃ الخفاء جلد۲ ص۱۵۴۔

امیر الشاکرین:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اِرشاد باری تعالیٰ **سَنَجْزِی الشّٰکِرِیْنَ** (یعنی عنقریب شاکرین کو بدلہ دے گا) کے بارے میں روایت ہے فرماتے ہیں اِس سے مراد ہے: **اَلثَّابِتِیْنَ عَلٰی دِیْنِھِمْ اَبَا بَکْرٍ وَّ اَصْحَابِہٖ فَکَانَ عَلِیٌّ یَقُوْلُ اَبُوْ بَکْرٍ اَمِیْرَ الشَّاکِرِیْنَ** یعنی ''جو لوگ اپنے دین پر قائم رہیں گے (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) اور اُن کے دوست۔ تو (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) علی بن ابی طالب (کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم) کہا کرتے تھے کہ (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) امیر الشاکرین ہیں''۔ [۲]

اللہ عزوجل کی خوشنودی کے لئے غلام آزاد کرنا:

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سات (لونڈی و غلام خرید کر) آزاد کئے سب کے سب اللہ عزوجل پر اِیمان لانے کی وجہ سے ستائے جا رہے تھے۔ حضرت بلال، حضرت نہدیہ، حضرت نہدیہ کی بیٹی حضرت زنیرہ، حضرت اُمِ عبس اور بنی مومل کی باندی، حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہم اور اُن کے حق میں نازل ہوا: **وَسَیُجَنَّبُھَا الْاَتْقٰی** سورۃ اللیل آخر تک۔ حضرت عامر بن عبداللہ بن زبیر اپنے باپ سے روایت فرماتے ہیں کہ (حضرت) ابوقحافہ (رضی اللہ عنہ) نے (اِسلام قبول کرنے سے قبل) امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا میں تجھے دیکھتا ہوں کہ تم کمزور ناتواں غلام اور لونڈی کو خرید کر آزاد کرتے ہو تجھے اَیسے مَردوں کو خرید کو آزاد کرانا چاہئے جو بہادر ہوں تا کہ تیرا بچاؤ کریں اور تیرا ساتھ دیں۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے والدِ گرامی کو کہا! ابّا جان میری نیت تو صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کے واسطے کی ہے، تو اِس کے بارے میں یہ آیتِ مبارک نازل ہوئی: **فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَ اتَّقٰی** ''سو جس نے اللہ عزوجل کی راہ میں مال دیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرا''۔ **وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَہٗ** الخ۔

---

[۲] ازالۃ الخفاء جلد۲ ص ۳۳۔

''اور بجز اپنے عالی شان پروردگار کی خوشنودی کے لئے اُس کے سر پر کسی کا اِحسان نہ تھا کہ اُس کے دینے سے اُس کا بدلہ اُتارنا مقصود ہو اور یہ شخص عنقریب خوش ہو جائے گا''۔ [۳]

نماز میں ہلنے کی ممانعت:

حضرت مجاہد علیہ الرحمہ سے روایت ہے' وہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' وہ نماز میں اِس طرح کھڑے ہوتے تھے جیسے (گڑی ہوئی) لکڑی ہیں اور اِسی طرح امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیا کرتے تھے اور حضرت مجاہد علیہ الرحمہ نے کہا' نماز میں خشوع (کا طریقہ) ہے اور حضرت اَسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی والدہ اُم رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتی ہیں' فرماتی ہیں' مجھے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ میں اپنی نماز میں اِدھر اُدھر جھکتی تھی تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے اِتنی زور سے جھڑکا کہ قریب تھا کہ میں نماز سے ہٹ جاؤں پھر فرمایا' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **اِذَا قَامَ اَحَدُکُمْ فِی الصَّلٰوۃِ فَلْیُسْکُنْ اَطْرَافَهٗ لَا یَتَمَیَّلُ تَمِیْلَ الْیَهُوْدِ فَاِنَّ سُکُوْنَ الْاَطْرَافِ فِی الصَّلٰوۃِ مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوۃِ** [۴] ''یعنی جب تم میں سے کوئی نماز کے لئے کھڑا ہو تو تمہیں چاہئے کہ اُس کی طرف (ہاتھ' ٹانگیں اور گردن) اِدھر اُدھر نہ جھکیں جیسے یہود جھکتے ہیں''۔ نماز میں اطراف کا ساکن ہونا نماز کو پورا کرنے والا ہے۔

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف سے فرشتے کا جواب دینا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ایک شخص نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو برا کہا اور نبی (کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) بیٹھے ہوئے تھے۔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعجب فرمایا اور مسکرانا شروع فرمایا پھر جب وہ شخص بہت بڑھ گیا تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اُس کے بعد اَقوال کو اُس پر لوٹا دیا۔ اِس پر نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت مبارک نے پسند

---

[۳] ازالۃ الخفاء جلد ۲ ص ۳۱۴۔ [۴] ازالۃ الخفاء جلد ۲ ص ۱۷۸' درمنثور جلد ۵ ص ۳' کنز العمال حدیث نمبر ۲۲۵۳۵۔

نہ فرمایا اور آپ ﷺ کھڑے ہوگئے۔ بعدازیں امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) جب وہ مجھے سخت سُست کہہ رہا تھا تو آپ ﷺ بیٹھے رہے پھر جب میں نے اُس کے بعض گفتگو کو لوٹایا تو آپ ﷺ اُٹھ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بات یہ تھی کہ تمہارے ساتھ ایک فرشتہ تھا جو تمہاری طرف سے اُس پر کلام لوٹا رہا تھا جب تم نے خود اُس کی بات اُس پر لوٹانا شروع کردی تو شیطان آپڑا اور میں شیطان کے پاس نہیں بیٹھ سکتا۔ [۵]

پھر فرمایا: اے ابوبکر تین باتیں ہیں جو حق ہیں۔

(۱) کوئی بندہ ایسا نہیں جس پر کسی قسم کا ظلم کیا جائے اور وہ اُس سے اللہ تبارک وتعالیٰ کے واسطے چشم پوشی کرے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اُسے مدد دے کر غالب نہ کرے۔

(۲) کسی شخص نے عطیہ کا دروازہ نہیں کھولا جس سے اُس کی نیّت حُسنِ سلوک ہو (یعنی ریاکاری نہ ہو) مگر اللہ تبارک وتعالیٰ بہت بڑھا دے گا اور

(۳) کسی شخص نے مانگنے کا دروازہ نہیں کھولا جس سے اُس کی غرض کثرت (مال) ہو مگر حق تعالیٰ اُس کی قلت میں اضافہ فرمادے گا۔ [۶]

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اَندازِ تبلیغ:

حضرت محمد بن عثمان مخزومی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، قریش نے یہ تجویز کیا کہ حضرت محمد ﷺ کے اصحاب (رضی اللہ عنہم) میں سے ہر شخص کے پیچھے ایک ایسا آدمی لگادو جو اُس کو گرفت میں لے لے۔ اُنہوں نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو لگادیا تو وہ قوم کے لوگوں کو لے کر امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اُن سے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پوچھا، آپ مجھے کس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں؟ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا، لات وعزّیٰ کی عبادت کی طرف تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ لات کیا ہے؟ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا، ہمارا ربّ ہے۔ پھر امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ

---

[۵] ابوداؤد کتاب الادب باب فی الانتصار جلد۲ ص۳۲۳ عن سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ۔ [۶] مسند احمد جلد۲ ص۴۳۶، ازالۃ الخفاء جلد۲ ص۲۳۹۔

عزّٰی کیا ہے؟ (حضرت) طلحہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا ہمارے معبود کی بیٹی ہے۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اِس کی ماں کون ہے؟ اِس پر (حضرت) طلحہ (رضی اللہ عنہ) چپ رہ گئے اور اُن کو جواب نہ دے سکے۔ اُس کے بعد (حضرت) طلحہ (رضی اللہ عنہ) نے ساتھیوں سے کہا' اِس شخص کو جواب دو، وہ بھی سب چپ رہے۔ اِس کے بعد حضرت طلحہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا' اے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ! اُٹھئے اور پھر اُنہوں نے پڑھا: **اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ** ے

دُعائے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے عرض کیا' مجھے کوئی ایسی دُعا تعلیم فرمائیں' جو میں نماز میں پڑھا کروں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دعا پڑھا کرو: **اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ** "اے اللہ (جلّ جلالک)! میں نے اپنے نفس پر بہت ظلم کیا اور گناہوں کو تیرے سوا کوئی نہیں بخشتا تو اپنی طرف سے میرے گناہ بخش دے اور مجھ پر رحم فرما۔ بے شک تو ہی بہت بخشش فرمانے والا مہربان ہے"۔ ۸ے

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا توکل:

مرض موت کے زمانے میں دوست اُن کی مزاج پرسی کے لئے آئے اور کہنے لگے اے خلیفۂ رسول اللہ (رضی اللہ عنہ و صلی اللہ علیہ وسلم) کیا ہم آپ کے لئے طبیب بلا کر نہ لائیں' جو آپ کو دیکھ لے۔ آپ نے فرمایا: **قَدْ نَظَرَ اِلَیَّ** یعنی "طبیب تو مجھے دیکھ چکا"۔ لوگوں نے کہا' پھر اُس نے آپ سے کیا کہا' فرمایا: یہ کہ **اِنِّیْ فَعَّالٌ لِّمَا اُرِيْدُ** "میں وہی کرتا ہوں جو میں چاہتا ہوں"۔

ے ازالۃ الخفاء جلد۲ ص ۲۴۲۔ ۸ے ترمذی حدیث نمبر ۳۵۳۱' ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۸۳۵' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۲ ص ۱۵۴' مسند احمد جلد۱ ص ۵۔ ۹ے درمنثور جلد۵ ص ۱۷' ازالۃ الخفاء جلد۱ ص ۱۸۰' صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر ۸۴۶۔

تحریک ختم نبوت کے بانی

حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ستاروں کی مانند فرمایا ہے۔ اِرشاد مبارک ہے: **اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّهِمُ اقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ** [۱] ''میرے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) آسمانِ ہدایت کے (روشن) ستاروں کی طرح ہیں، تم اُن میں سے جس کی اِقتداء کرو گے، ہدایت پاؤ گے''۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا مقام تاریخ اِنسانیت اور تاریخ اِسلام میں اپنی نظیر آپ ہے۔ اِسلامی نظامِ حیات اور دستورِ زندگی میں اِن عظیم ہستیوں کو جو مقام حاصل ہے حضور ﷺ کے اِس فرمانِ مقدس سے عیاں ہے کہ: **عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَ سُنَّةِ خُلَفَآءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَهْدِیِّیْنَ** [۲] ''تم پر میری اور میرے صحابہ (رضی اللہ عنہم) جو ہدایت یافتہ ہے اُن کی سُنّت ہے (یعنی مضبوطی سے اُسے تھامو)''۔

پھر اِن خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم میں آفتابِ خلافت، بانی تحریکِ ختم نبوت، امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تمام اَنبیاء کرام علیہم السّلام کے بعد دُنیائے اِنسانیت میں مقام و مرتبہ اَعلیٰ و اَفضل ہے۔

اَفضل النّاس:

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اِرشاد فرمایا: **مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَلَا غَرَبَتْ عَلٰی اَحَدٍ اَفْضَلُ مِنْ اَبِیْ بَکْرٍ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ نَبِیٌّ وَفِیْ لَفْظٍ عَلٰی اَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ بَعْدَ النَّبِیِّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ اَفْضَلُ مِنْ اَبِیْ بَکْرٍ** [۳] ''کوئی سورج اَیسا طلوع نہیں ہوا اور نہ ہی غروب ہوا ہے کہ اُس میں کوئی اَفضل ہو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مگر یہ کہ وہ نبی علیہ السلام ہوں''۔ اور دوسرے اَلفاظ

---

[۱] مشکوٰۃ ص ۵۰۴، تلخیص الحبیر جلد ۴ ص ۱۹۰، کشف الخفاء للعجلونی جلد ۱ ص ۱۴۷، مرآۃ جلد ۸ ص ۳۴۵، لسان المیزان جلد ۲ ص ۴۸۸، میزان الاعتدال حدیث نمبر ۱۱۲۱/۲۹۹۔ [۲] مسند احمد جلد ۴ ص ۱۲۷، ۱۲۶، دارمی جلد ۲ ص ۴۴، ابوداؤد جلد ۲ ص ۲۸۷، ترمذی جلد ۲ ص ۹۶، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱۰ ص ۱۱۴، المستدرک جلد ۱ ص ۹۷، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۸ ص ۲۴۶، مشکوٰۃ ص ۳۰۔ [۳] تاریخ الخلفاء ص ۳۵۔

''مسلمانوں میں اَنبیاء اور رسولوں کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل نہیں ہے''۔ جنہوں نے اپنی جان، مال اور اَولاد سب کچھ سرکارِ کائنات ﷺ اور اِسلام پر قربان کر دیا۔ یوں تو حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی آئیڈیل زندگی تاریخ اِسلام اور عالمِ اِنسانیت میں سنہری کارناموں سے بھری پڑی ہے مگر سرورِ انبیاء علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے دُنیا سے پردہ فرمانے کے بعد حفاظتِ اِسلام اور ختم نبوت ﷺ کے تحفظ کا جو عظیم کردار امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اَدا کیا، مسلمان اُن کا جتنا شکریہ ادا کریں اور خراجِ تحسین پیش کریں وہ کم ہے۔

حضور نبی قبلتین سیّد المرسلین ﷺ کے دُنیا سے پردہ فرمانے کے بعد منافقین، یہود و نصاریٰ اور دیگر دشمنانِ اِسلام، منکرینِ ختم نبوت اور جھوٹے مدعیان نبوت نے مختلف علاقوں میں سازشیں شروع کر دیں۔ مانعینِ زکوٰۃ اور فتنۂ اِرتداد اور نفاق نے سر اُٹھایا۔ آپ نے اِن حالات میں حقیقی معنوں میں خلیفۃ الرسول ﷺ ہونے کا حق اَدا فرمایا۔

لشکرِ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ:

مسندِ خلافت پر جلوہ افروز ہوتے ہی سب سے پہلے لشکرِ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کے سلسلہ میں عجیب صورتِ حال کا سامنا ہوا۔ یہ وہ لشکر تھا جسے نبی آخر الزماں ﷺ نے ترتیب دیا تھا اور ناسازیٔ طبع کے باوجود آخری چہار شنبہ (یعنی بدھ) سے اَگلے دن یعنی جمعرات کو اپنے دستِ مبارک سے حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے لیے جھنڈا تیار فرمایا تھا اور رخصت فرماتے ہوئے حکم فرمایا تھا'' اللہ (عزّ وجلّ) کے نام سے اللہ (جلّ جلالہٗ) کی راہ میں جہاد کرو اور اُس سے جنگ کرو جو اللہ (سبحانہٗ وتعالیٰ) کی راہ میں کفر کرے''۔ [۴۲]

---

[۴۲] معارج النبوۃ رکن چہارم باب نمبر ۱۳ فصل نمبر ۲ ص ۳۳۵ (فارسی) سیرۃ الرسول جلد ۱ ص ۴۵۸، تاریخ طبری عربی جلد ۲ ص ۱۸۸، مترجم جلد ۱ ص ۵۱۰، السیرۃ النبویہ مترجم المسمی عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر جلد ۲ ص ۳۵۲، طبقات ابن سعد مترجم جلد ۱ ص ۳۷۴، اخبار النبی ﷺ، بخاری جلد ۲ ص ۶۴۱ (مختصراً فقط حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روانگی کا ذِکر) تیسیر الباری جلد ۸ ص ۱۹۱، عمدۃ القاری جلد ۹ جز ۱۷ ص ۶۷، تفہیم البخاری جلد ۶ ص ۵۸۹، فتح الباری جلد ۸ ص ۱۹۱۔

اِس لشکر میں بڑے بڑے سابقین اوّلین مہاجرین اوّلین بھی شامل تھے۔ ابھی یہ لشکر عظیم مہم کے لیے بلادِ شام کی طرف روانہ ہوا ہی تھا اور مقام جرف پر پہنچا تھا کہ سرکارِ کائنات ﷺ دُنیا سے پردہ فرما گئے۔

سرکارِ کائنات ﷺ کے وصال کی خبر سن کر حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ اور تمام لشکر سب کے ساتھ ٹھہر گئے۔ اُنہوں نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ جائیں اور خلیفۃ الرسول امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے میری واپسی کی اِجازت لے کر آئیں کیونکہ تمام اَکابر بہادر مسلمان میرے ساتھ ہیں اور مجھے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ اور آپ کے اور تمام مسلمانوں کے متعلقین کی جانوں کا اَندیشہ ہے کہ مشرک اچانک سب کو قتل نہ کر دیں۔ اِس مہم کے انصاریوں رضی اللہ عنہم نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر خلیفۃ الرسول امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ واپسی کی اجازت نہ دیں اور جانے پر اِصرار کریں تو آپ اُن سے ہماری طرف سے کہنا کہ وہ ہمارا امیر اَیسے شخص کو مقرر کریں جو عمر میں (حضرت) اُسامہ (رضی اللہ عنہ) سے زیادہ ہو۔ [۵]

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ آئے اور امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے آنے کی غرض بیان کی تو آپ نے کہا ''قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر مدینہ منورہ اِس طرح خالی ہوجائے کہ میں ہی اَکیلا رہ جاؤں اور درندے اور کتے مجھے تنہائی کی وجہ سے کھا جائیں تو اُس وقت بھی حضرت اُسامہ (رضی اللہ عنہ) ہی کو حضور (نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ) کے پروگرام اور حکم کے مطابق اِس مہم پر روانہ کروں گا۔ [٦]

خلیفۃ الرسول امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ قطعی فیصلہ معلوم ہوجانے کے بعد امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اَنصار رضی اللہ عنہم کی نمائندگی کرتے ہوئے عرض کیا کہ اِس لشکر میں سن رسیدہ اور تجربہ کار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شامل ہیں اور حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ نوجوان ہیں؛ اِس لیے امیر لشکر کسی عمر

---

[۵] طبری جلد۲ ص ۴۶۱۔ [٦] طبری جلد۲ ص ۴۶۱، تاریخ ابنِ عساکر جلد۱ ص ۱۱۷۔

رسیدہ اور تجربہ کار آدمی کو بنا دیجئے۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ سنتے ہی جلال میں آگئے اور فرمایا: ''اے خطاب کے بیٹے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کو امیر لشکر مقرر فرمایا ہے اور اَب تم کہتے ہو کہ اُن کو معزول کردوں''۔ ے

جیشِ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی:

بہر حال امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اِعلان عام کر دیا کہ جیشِ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ میں جانے کے لیے جو لوگ نامزد کئے گئے تھے اُن میں کوئی بھی باقی نہ رہے، سب مقام جرف پر پہنچ جائیں اور خود وہاں پہنچ کر لشکر کو روانگی کا حکم فرمایا۔ لشکر روانہ ہوا تو خود پا پیادہ اُس کی مشایعت کو چلے حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ جو گھوڑے پر سوار تھے اور حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ، امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کو آگے سے لگام پکڑے لا رہے تھے۔ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا، اے خلیفۃ الرسول امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ! یا تو آپ بھی سوار ہو جائیں ورنہ میں بھی پا پیادہ ہو جاتا ہوں۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دونوں باتیں نہیں ہوسکتیں نہ تم اُتر سکتے ہو نہ میں سوار ہوسکتا ہوں۔ میں اِس وقت اِس لیے پیدل چل رہا ہوں تا کہ کچھ دیر میرے پاؤں راہِ معبودِ برحق میں خاک آلود ہو جائیں کیونکہ ہر قدم کے عوض سات سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور سات سو درجے بلند ہوتے ہیں اور سات سو خطائیں معاف ہوتی ہیں۔ اِس کے بعد حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اگر تم مناسب سمجھو تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو میرے پاس چھوڑ جاؤ، مجھے اِن کے مشورے کی ضرورت ہوگی۔ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ اِس پر بخوشی رضامند ہو گئے۔ ۸

لشکر کو نصیحت:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لشکر کو روانہ کرتے ہوئے

ے طبری جلد۲ ص ۴۶۲۔ ۸ طبری جلد۲ ص ۴۶۲۔

دس باتوں کی نصیحت فرمائی اور فرمایا: جنگ کے موقع پر اِنہیں یاد رکھنا۔(۱) خیانت نہ کرنا۔(۲) نفاق نہ برتنا۔(۳) بدعہدی نہ کرنا۔(۴) مثلہ نہ کرنا یعنی اعضائے جسم کو قطع نہ کرنا۔(۵) کسی چھوٹے بچے، بوڑھے اور عورت کو قتل نہ کرنا۔(۶) کسی کھجور کے درخت کو نہ کاٹنا اور نہ جلانا کسی ثمر دار درخت کو قطع نہ کرنا۔(۷) سوائے کھانے کی ضرورت کے بیکار کسی بکری گائے اور اُونٹ کو ذبح نہ کرنا۔(۸) تم کو ایسے لوگ بھی ملیں گے جو ترکِ دُنیا کر کے خانقاہوں میں بیٹھے ہوں گے اُن سے کوئی تعارض نہ کرنا۔(۹) بعض لوگ کھانے لائیں گے اگر تم اُن سے کھانا چاہو تو اللہ تبارک وتعالیٰ کا نام لے کر کھانا۔(۱۰) ایسے لوگوں سے تمہارا آمنا سامنا ہوگا جن کے سر کی چندیا صاف ہوگی اور اُس کے اِردگرد بالوں کی پٹیاں جمی ہوں گی ایسے لوگوں کی خبر تلوار سے لینا۔ اچھا اَب اللہ تبارک وتعالیٰ کا نام لے کر جاؤ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تمہاری نیزے کی ضرب اور طاعون سے حفاظت فرمائے۔ ۹

یہ فوج مطلوبہ مقاصد حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئی اور فتح ونصرت کے بعد جب لشکر مدینہ منورہ میں داخل ہوا تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علاوہ خواتین بھی اِستقبال کے لیے موجود تھیں۔ خوشی سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ تین مرتبہ اُن کی زبان سے نکل گیا کہ **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ** آج اگر ابوبکر خلیفہ نہ ہوتے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت نہ ہوتی۔ ۱۰

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ، مہم کا نتیجہ اور فوائد:

سیاسی اِعتبار سے اِس مہم کا بڑا فائدہ یہ ہوا کہ قیصرِ روم پر جو حمص میں تھا، اِس قدر اَثر ہوا کہ اُس نے ملک کے بطارقہ (بشپ پادریوں) کو جمع کیا اور کہا "دیکھو یہ وہی لوگ ہیں جن سے میں تم کو خبردار کرتا تھا لیکن تم نہیں مانتے تھے۔ تم اِن عربوں کی ہمت اور جراٴت دیکھتے ہو، ایک مہینہ کی مسافت سے اُسی وقت واپس بھی چلے جاتے ہیں۔ ۱۱ اِس کے علاوہ عرب وشام کی سرحدوں پر جو قبائل آباد تھے اُن کو یقین

---

۹ طبری جلد۲ ص۴۶۲۔ ۱۰ ابن عساکر جلد۱ ص۱۲۳۔ ۱۱ ابن عساکر جلد۱ ص۱۲۴۔

ہو گیا کہ اگر مدینہ (منورہ) میں مسلمانوں کی جمعیت بڑی مضبوط نہ ہوتی تو اِن حالات میں یہ لشکر ہرگز مدینہ (منورہ) سے اِتنی دور مسافت پر نہیں بھیجا جا سکتا تھا۔ اِس خیال نے اُن کے دِلوں پر مسلمانوں کی قوت کی دَھاک بیٹھا دی اور وہ مرعوب ہو گئے۔

ڈبلیو وٹ منٹگمری لکھتا ہے:۔ "پیغمبرِ اسلام ﷺ نے اِس بات کو محسوس کرلیا تھا کہ جب تک شام کی طرف مہمیں روانہ نہیں کی جائیں گی عرب قبائل پرامن نہیں رہ سکتے۔ (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابو بکر رضی اللہ عنہ اِس کی سیاسی اَہمیت سے واقف تھے۔ اِسی وجہ سے باوجود مخالفت اور سخت خطرات کے اُنہوں نے (حضرت) اُسامہ رضی اللہ عنہ کی زیر قیادت ایک بڑا لشکر شام روانہ کیا تھا۔" [۱۲]

مانعینِ زکوٰۃ:

حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے وصال کے بعد جو حالات پیدا ہوئے اُن کا جائزہ لینے کے بعد یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جن قبائل میں شورش اور بے چینی کا ماحول تھا اُن کو براہِ راست سرکارِ کائنات ﷺ کی صحبت اور خدمت میں رہنے کا زیادہ موقع نہ ملا۔ اِس لیے اِسلام کی اَصل روح سے وہ پوری طرح آشنا نہ ہو سکے تھے۔ یہ وہی قبائل ہیں جو آگے چل کر مانعینِ زکوٰۃ بنے جن کے بارے میں سورۂ توبہ میں ہے۔

وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَّ يَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآئِرَ ؕ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○ ۔(سورۂ توبہ:۹۸)

"اور کچھ گنوار وہ ہیں کہ جو اللہ (عزّوجلّ) کی راہ میں خرچ کریں تو اُسے تاوان سمجھیں (اور) تم پر گردشیں آنے کے اِنتظار میں ہیں۔ اِنہی پر ہے بُری گردش اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) سنتا جانتا ہے"۔

یہ لوگ اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتے تھے اُن کے نزدیک اِسلام صرف نماز اور روزے کا نام تھا اور اُن میں اکثر وبیشتر اَیسے بھی تھے جو حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے وصال پر یہ سمجھ بیٹھے کہ زکوٰۃ کی اَدائیگی کا حکم اُن کا تھا۔ قبائل عبس وذبیان،

---

[۱۲] انسائیکلوپیڈیا آف اسلام جدید ایڈیشن جلد ا ص ۱۱۰۔

بنو کنانہ غطفان اور بنو فزارہ جو حوالی مدینہ میں آباد تھے یہ وہ لوگ تھے جو اِس کا اقرار کرتے تھے کہ ہم نماز پڑھیں گے لیکن زکوٰۃ نہیں دیں گے۔ اِن میں دو قسم کے لوگ تھے بعض تو وہ تھے جو بر بنائے بخل سرے سے اَدائے زکوٰۃ کے ہی منکر تھے اور بعض کہتے تھے کہ ہم زکوٰۃ نکالیں گے لیکن اِس کو مدینہ منورہ نہیں بھیجیں گے۔ اِن لوگوں کا یہ اِستدلال تھا کہ قرآنِ مجید میں رسول اللہ ﷺ کو خطاب کر کے فرمایا گیا ہے: **خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ** (التوبۃ:۱۰۳) ''اے محبوب (صلی اللہ علیک وسلم) آپ (ﷺ) لوگوں سے صدقہ (زکوٰۃ) وصول فرمائیں جس سے آپ اُنہیں ستھرا اور پاکیزہ فرما دیں اور اُن کے حق میں دُعائے خیر فرمائیں۔ آپ (ﷺ) کی دُعا اُن کے دلوں کا چین ہے''۔ یہ لوگ کہتے تھے' اَب حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کے وصال کے بعد کوئی اَیسا نہیں ہے جس کی صلوٰۃ ہمارے لیے چین کا باعث ہو۔ اِس لیے اَب کسی کو زکوٰۃ نہیں دیں گے۔ اِس کے علاوہ اُن کا ایک استدلال یہ بھی تھا کہ رسولِ خدا ﷺ کا زکوٰۃ کے بارے میں اِرشادِ مبارک ہے: **تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَآءِ هِمْ وَتُرَدُّ اِلٰى فُقَرَآءِ هِمْ** [۱۳] ''زکوٰۃ (ہر جگہ) کے مالداروں سے لی جائے اور اُنہی کے فقراء میں تقسیم کر دی جائے''۔ اِس بنا پر یہ لوگ کہتے تھے ہم زکوٰۃ تو نکالیں گے مگر مدینہ منورہ نہیں بھیجیں گے بلکہ خود اپنے قبیلے کے فقراء پر ہی تقسیم کر دیں گے۔

اَب اِن لوگوں نے بات چیت آگے بڑھانے کے لئے پہلے اپنے وفد گفتگو کے لیے مدینہ منورہ بھیجنے شروع کئے۔ اِن وفود نے پہلے مدینہ منورہ کے دوسرے ذمہ دار حضرات سے گفتگو کی اور اُن سے درخواست کی کہ وہ اِس معاملہ میں امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اُن کی سفارش کر دیں۔

---

[۱۳] السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۷ ص ۸' مسند احمد جلد ۱ ص ۲۳۳' ابن ماجہ ص ۱۲۸' نسائی جلد ۱ ص ۳۴۸' ترمذی جلد ۱ ص ۱۳۶' ابو داؤد جلد ۱ ص ۲۳۰' شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۰۷' مسلم جلد ۱ ص ۳۷، ۳۶' بخاری جلد ۱ ص ۱۸۷' مشکوٰۃ ص ۱۵۵۔ [۱۴] البدایہ والنہایہ جلد ۶ ص ۳۱۱۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے گفتگو:

اُس وقت عرب کی جو حالت تھی کچھ اِس کا اِحساس اور پھر اُن وفود کا اِستدلال بھی کچھ دِل لگتا سا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اِن لوگوں کی گفتگو سے متاثر ہوگئے اور اُنہوں نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اِن اَعراب کو جو زکوٰۃ اَدا کرنا نہیں چاہتے اِسی حالت میں چھوڑ دیا جائے اور اُن سے مزید کوئی تعرض نہ کیا جائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا خیال تھا کہ اِن اَعراب کا اِیمان بھی نیا نیا ہے۔ مکمل طور پر جب دل نشین اور راسخ ہوجائے گا تو پھر یہ لوگ خود ہی زکوٰۃ اَدا کردیں گے۔ ۱۴؎ لیکن امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ مشورہ قبول کرنے سے اِنکار کردیا اور فرمایا کہ ''خدا کی قسم اگر یہ لوگ اُونٹ کی ایک رسی سے بھی جس کو وہ حضور نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد ظاہری زمانۂ حیات میں اَدا کرتے تھے' اِنکار کریں گے تو میں اِس پر اُن سے جنگ کروں گا۔ اِس کے بعد فرمایا: ''زکوٰۃ مال کا حق (یعنی عبادت) ہے۔ جو لوگ نماز اور زکوٰۃ میں تفریق کریں گے میں اُن سے قتال کروں گا''۔ ۱۵؎

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے کا اِظہار کرتے ہوئے کہا' آپ اِن لوگوں سے قتال کس بنیاد پر کریں گے؟ حضور نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا ہے ''مجھ کو حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے اُس وقت تک قتال کروں جب تک کہ وہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ نہ کہیں لیکن جب وہ یہ کلمہ پڑھ لیں گے تو اُن کی جانیں اور اُن کے مال محفوظ ہوجائیں گے مگر ہاں جب اُن پر کسی کا کوئی حق ۱۶؎ ہو لیکن امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اِستدلال یہ تھا کہ نماز اور زکوٰۃ میں باعتبارِ فرضیت کوئی فرق نہیں ہے۔ چنانچہ قرآنِ مجید میں اکثر مقامات پر نماز اور زکوٰۃ دونوں کا ذکر ایک ساتھ ہی ہے۔ اِس

۱۵؎ بخاری جلد۱ ص۱۸۸' ابو داؤد جلد۱ ص۲۲۴۔ ۱۶؎ بخاری جلد۱ ص۱۸۸' مسلم جلد۱ ص۳۷' مسند احمد جلد۱ ص۱۱' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۱ ص۷۔ مستدرک جلد۲ ص۵۲۲' شرح السنۃ جلد۳ ص۳۰۸' البدایہ والنہایہ جلد۱۰ ص۳۳۴' درمنثور جلد۵ ص۲۷۴' مصنف ابن ابی شیبہ جلد۱۰ ص۱۲۲' نصب الرایہ جلد۳ ص۳۸۰۔

کے علاوہ قرآنِ مجید میں ہے۔... فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ... ؕ (التوبۃ:۵) ''پس اگر یہ لوگ توبہ کرلیں اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ ادا کریں تو تم اِن سے کچھ نہ کہو''۔

پھر یہ معلوم رہے کہ بنوثقیف کا ایک وفد جو حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خدمت پاک میں طائف سے حاضر ہوا تھا اور اُس نے کہا تھا کہ ہم اِسلام قبول کرنے کے لیے تیار ہیں لیکن نماز سے ہم کو مستثنیٰ کردیجئے تو آپ ﷺ نے اُن کی یہ درخواست رَد فرما دی تھی اور فرمایا تھا ''بھلا وہ دین ہی کیا ہے جس میں نماز نہ ہو''۔اَنَّهٗ لَا خَيْرَ فِي الدِّيْنِ لَا صَلٰوةَ فِيْهِ پس جس طرح نماز کے بغیر دین کچھ نہیں ہے۔ زکوٰۃ کے بغیر بھی وہ دین باقی نہیں رہتا ہے۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا فیصلہ چونکہ بالکل حق تھا اور حقیقت یہ ہے کہ اِسی ایک فیصلہ نے دین کی اَصل عظمت اور اُس کی اَصلیّت کو قائم رکھ لیا۔ اِس بنا پر امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی قائل ہوگئے۔ خود فرماتے ہیں۔فَمَا هُوَ اِلَّا اَنْ رَاَيْتُ اللّٰهَ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ اَبِيْ بَكْرٍ [لا] [1] ''تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی میں نے دیکھ لیا کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہُ الکریم) نے امیر المؤمنین (حضرت سیّدنا) ابوبکر (صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا سینہ کھول دیا تھا''۔

وفود کی ناکام واپسی اور مدینہ منورہ کی حفاظت کے اِنتظامات:

بارگاہِ خلافت سے مایوس ہوکر یہ اَرکانِ وفود اپنے اپنے قبیلوں کی طرف واپس ہوئے یہاں مدینہ منورہ میں دیکھ ہی گئے تھے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی تعداد حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جاچکی تھی اور یہاں تھوڑے سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رہ گئے تھے۔ اُن لوگوں نے اپنے قبیلوں کو آمادہ کیا کہ موقع سے فائدہ اُٹھاکر مدینہ منورہ پر حملہ کردیا جائے۔ اِدھر یہ لوگ یہ منصوبہ باندھ رہے تھے اور اُدھر امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وقت کی نزاکت کو محسوس کرکے مدینہ منورہ کی

---

[1] بخاری جلد ۱ ص ۱۸۸، ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۲۴۔

حفاظت ونگرانی کا بندوبست شروع کردیا۔آپ نے پہلا کام یہ کیا کہ کبار صحابہ یعنی حضرت علیؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت زبیر بن عوامؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہم کی سرکردگی میں مدینہ منورہ کے مختلف راستوں پر حفاظتی دستے متعین کردیئے اور جو اہلِ مدینہ تھے اُن پر مسجد میں حاضر ہونا لازمی کردیا۔تاکہ اگر کوئی ہنگامی صورت اَچانک پیدا ہو جائے تو اِن کو فوراً اطلاع ہو سکے اور سب کو خبر دار کردیا کہ ''اے مسلمانو! یہ وفد تمہاری قلتِ تعداد کو دیکھ کر گیا ہے۔ اِس لیے تم نہیں جانتے کہ یہ صبح کو حملہ کردیں گے، یا رات کو۔ یہ لوگ مسافت کے اِعتبار سے تو آخر تم سے قریب ہیں ہی، یہ لوگ ہم سے معاملہ طے کرنے اور بہت کچھ توقعات لیکر آئے تھے لیکن ہم نے اُن کے مطالبات کو ٹھکرا دیا ہے اِس لیے تم تیار ہو جاؤ اور ہوشیار رہو۔ [۱۸]

مدینہ منورہ پر شب خون:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جو اندیشہ تھا وہ آخر صحیح ثابت ہوا۔وفد کو ناکام لَوٹے ہوئے اَبھی تین دن ہی ہوئے تھے کہ اِن قبیلوں نے جو طلیحہ اسدی کے زیرِ اَثر تھے اپنے آپ کو دو حصّوں میں برابر تقسیم کیا۔ایک حصّہ مقام ذوحسیٰ میں چھوڑا جو مدینہ منورہ کے قریب نجد کے راستہ پر واقع ہے اور اِس کا مقصد یہ تھا کہ یہ کمک کا کام دے۔ رہا دوسرا حصّہ تو اُس نے مدینہ منورہ کی حفاظت پر جو دستہ متعین تھا۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اطلاع پہنچائی۔آپ نے حکم دیا کہ تم اپنی جگہوں پر رہو اور اُدھر سے آپ خود مسلمانوں کو اُونٹوں پر لے کر روانہ ہوئے۔ باغی مقابلہ کی تاب نہ لاکر بھاگ پڑے، مسلمانوں نے اُن کا پیچھا کیا۔باغی مقام ذوحسیٰ پہنچے تو جو لوگ یہاں پہلے سے موجود تھے وہ بھی اَب اُن کے ساتھ مل گئے مسلمان اُونٹوں پر اُن کا تعاقب کرتے ہوئے آہی رہے تھے کہ ذوحسیٰ والوں نے کیا حرکت کی؟ چمڑے کے تھیلے جو اُن کے ساتھ تھے اُن میں پھونک بھری، غبارہ کی شکل بنا کر اُن میں رسیاں باندھیں اور اُن کو اُونٹوں کی طرف پھینک مارا۔مسلمانوں کے یہ اُونٹ جنگ کی فریب کاریوں کے عادی نہ تھے۔

---

[۱۸] البدایہ والنہایہ جلد ۶ ص ۳۱۳۔۳۱۱۔

اِس لیے بھاگ پڑے اور سیدھے مدینہ منورہ میں آ کر ٹھہرے۔ [۱۹]

مدینہ منورہ پر حملہ کی تیاریاں:

قبیلہ عبس، ذبیان، بنو مرۃ اور بنو کنانہ وغیرہم جو اُن کے حلیف تھے سمجھے کہ مسلمان پسپا ہو کر بھاگ گئے ہیں۔ اِس لیے اَب اُن کا حوصلہ بڑھا اور اُنہوں نے مدینہ منورہ پر باقاعدہ حملہ کے اِرادہ سے ذوالقصّہ (یہ مقام بھی مدینہ منورہ سے قریب نجد کے راستہ پر ہے) والوں کو بھی پیغام بھیجا کہ اُن کے ساتھ شریک ہو جائیں۔ (حافظ عماد الدین ابن کثیر نے لکھا ہے) حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا بھائی حبال اُن کی قیادت کر رہا تھا۔ اُدھر یہ لوگ مدینہ منورہ پر حملہ کا خواب دیکھ رہے تھے اور اِدھر امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ واپس پہنچ کر ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کیا، آتے ہی جنگ کی تیاریوں میں مصروف ہوئے۔ باقاعدہ فوج کی ترتیب کی۔ فوج کے دائیں بازو پر حضرت عبداللہ بن مقرن رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا اور پچھلا حصّہ اُن کے بھائی حضرت سوید رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا۔ ابھی ایک پہر شب باقی تھی کہ روانہ ہو گئے۔ صبح کی پو پھٹی بھی نہیں تھی کہ دشمن پر جا پہنچے یہ لوگ بے خبر آرام سے سو رہے تھے۔ مسلمانوں نے تلواریں چلانا شروع کر دیں یہ لوگ بدحواس ہو کر بھاگے تو ذوالقصّہ میں دَم لیا۔ خلیفۂ رسول امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ذوالقصّہ تک اُن کا تعاقب کیا لیکن اَب اِن لوگوں میں مقابلہ کی طاقت نہیں تھی، اِس لیے حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ کو اُن کے دستہ کے ساتھ ذوالقصّہ میں چھوڑ کر خود مدینہ منورہ واپس تشریف لے آئے۔ یہاں مسلمانوں کی اِس پہلی کامیابی سے جو حضور نبی (کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات کے بعد حاصل ہوئی تھی، خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ پھر اِس پر مزید یہ ہوا کہ مختلف قبائل کے سردار جو مسلمان تھے وہ اپنی اپنی زکوٰۃ لے کر مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ اِس سے جہاں مالی اِعتبار سے تقویت ہوئی اور مسلمانوں کو اِمداد پہنچی وہاں یہ بھی ثابت ہو گیا کہ باغیوں اور مرتدوں کی کثرت کے باوجود متعدد بیرونی قبائل کے

---

[۱۹] کامل ابن الاثیر جلد۲ ص ۲۶۱، طبری جلد۲ ص ۴۷۷، البدایہ والنہایہ جلد۲ ص ۳۱۳۔

رؤسا پکے اور سچے مسلمان تھے' اِس اِحساس نے خوشی دوچند کردی۔

جو حضرات مدینہ منورہ کا پہرہ دے رہے تھے اُن میں سے ایک ایک صاحبِ زکوٰۃ رئیس کو لے کر مدینہ منورہ میں آتا تھا تو مسلمان اُن کو دیکھ کر کہتے "**ھذا نذیر**" [۲۰] امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فوراً فرماتے کہ نہیں بلکہ وہ "بشیر" ہیں اور اِسلام کے حامی ہیں۔ اَصل اَلفاظ یہ ہیں "**بَلْ هُوَ بَشِيْرٌ وَّ هُوَ حَامٍ وَّ لَيْسَ بَوَّانٌ**" "لوگ اِس کے جواب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہتے"۔ **طَالَمَا بَشَّرْتَ بِالْخَيْرِ** "آپ تو ہمیشہ ہی خیر کی بشارت دیتے رہتے ہیں"۔

عبس و بنوذ وبیان کی غداری:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملاقات سے واپسی کے بعد قبیلہ عبس وذوبیان کا اور کوئی بس نہ چلا تو یہاں تھوڑے بہت جو مسلمان تھے اُن کو دھوکہ سے قتل کر ڈالا۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اِس کی اطلاع ہوئی تو قسم کھائی کہ جب تک وہ اِن قبیلوں سے مسلمانوں کے خونِ ناحق کا بدلہ نہیں لیں گے چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ اِسی اثنا میں حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ اپنی مہم سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ واپس آ گئے تھے اَب حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اور زیادہ اِطمینان ہوا' آپ نے حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اپنا قائم مقام مقرر کیا اور فرمایا: **اِرْبَحُوْا وَاسْتَرْبَحُوْا** "تم لوگ اَب آرام کرو"۔

ذوالقصّہ کو روانگی:

اِس اِنتظام سے فارغ ہو کر آپ نے بنفسِ نفیس ایک فوج لے کر ذوالقصّہ کی روانگی کا اِرادہ کیا تاکہ غدار قبیلوں کو اُن کی غداری کی سزا دے کر مسلمانوں کا اِنتقام لیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہر چند منت وسماجت کی اور کہا اے خلیفۂ رسول رضی اللہ عنہ! ہم آپ کو قسم دیتے ہیں آپ نہ جائیے اگر خدانخواستہ آپ کو چشم زخم پہنچا تو ہم لوگوں کا کوئی نظام باقی نہیں رہے گا اور آپ کا یہاں رہنا دشمن کے لیے سخت مرعوب کن ہو گا۔ آپ

---

[۲۰] طبری جلد۲ ص ۴۷۸۔

اپنے بجائے کسی دوسرے کو بھیج دیجئے گا وہ اگر کام آ گئے تو آپ اُن کی جگہ کسی دوسرے کو مقرر کر سکتے ہیں۔ [۲۱]

لیکن امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نہ مانے۔

اُمّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ''جب میرے باپ سواری پر بیٹھے اور تلوار میان سے باہر نکالے ذوالقصّہ کے لیے روانہ ہونے لگے تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اُن کی سواری کی باگ روک کر کھڑے ہو گئے اور بولے ''اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ! آپ کہاں جا رہے ہیں؟ میں آپ سے وہی کہوں گا جو حضور نبی (کریم رؤف ورحیم) صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ اُحد کے موقع پر آپ سے فرمایا تھا یعنی یہ کہ آپ اپنی تلوار میان میں کیجئے اور اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر دردمند نہ کیجئے''۔ [۲۲]

مانعینِ زکوٰۃ کی مکمل سرکوبی:

لیکن امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اِن سب کے جواب میں فرمایا: ''اللہ (عزوجل) کی قسم میں اَیسا نہیں کروں گا اور میں اپنے نفس کے ساتھ تمہاری غم خواری قبول نہیں کر سکتا''۔ چنانچہ آپ اپنا لشکر لے کر ذی حسنیٰ اور ذوالقصّہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ مقام ابرق میں اہلِ ربذہ پر حملہ کیا۔ حارث اور عوف یہاں کے لیڈر تھے' اُن کو شکست دی۔ بنو عبس اور بنوبکر خوف زدہ ہو کر بھاگے۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ابرق میں چند روز قیام فرمانے کے بعد آگے بڑھے اور بنو ذوبیان کو مغلوب کیا اور اُن کے علاقوں پر قبضہ کر لیا اور آخر اِس طرح عبس و ذوبیان نے جن مسلمانوں کو شہید کیا تھا اُن کا اِنتقام لے کر فتح و کامرانی کا پرچم اُڑاتے ہوئے مدینہ منورہ واپس آ گئے۔ [۲۳]

بنو ذوبیان' عبس' غطفان' بنوبکر اور اُن کے علاوہ دوسرے قبیلے جو مدینہ منورہ کے قرب و جوار میں آباد تھے اور جو اَعرابِ مدینہ کہلاتے تھے' امیر المؤمنین

---

[۲۱] طبری ج۳ ص۴۷۹۔ [۲۲] البدایہ والنہایہ ج۶ ص۳۱۵۔ [۲۳] طبری جلد۲ ص۴۷۹۔

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اُن کے ساتھ یہ آخری کامیاب جنگ تھی، اُن کو چاہیے تھا کہ اَب وہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اِطاعت قبول کرلیتے اور زکوٰۃ کی فرضیت کے بھی قائل ہوکر مسلمان اور پکے مومن بن جاتے لیکن اِن پیہم شکستوں نے اُن کو بوکھلا دیا تھا اور آخر نتیجہ یہ ہوا کہ اَب تک اسلام کی جو مصنوعی نقاب اُنہوں نے اپنے چہرہ پر ڈال رکھی تھی اُسے بھی نوچ کر پھینک دیا اور جو کھلم کھلا باغی اور کافر تھے اُن کی صفوں میں جا کر مل گئے۔ اِس لیے حرب اِرتداد کا اَب ایک نیا دَور شروع ہوتا ہے۔

حالات کی نزاکت اور فتنوں سے پریشان ہوکر اگر امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورے قبول کرلیتے تو اِطاعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے حصار میں یہ پہلا سوراخ ہوتا اور مستقبل میں مصلحت کے نام پر رسولِ (کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) کے اَحکام سے یہ سرتابی سند بن جاتی اور ایک نئے فتنے کا دروازہ کھلتا۔

مسیلمہ کذّاب اور اہلِ یمامہ سے جنگ:

یاد ہوگا کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے باغی و مرتد قبائل سے جنگ کرنے کی غرض سے جو گیارہ لشکر مختلف اطراف میں روانہ کئے تھے اُن میں سے ایک لشکر جو مسیلمہ کذّاب کی طرف روانہ کیا گیا تھا حضرت عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں تھا لیکن بعد میں محسوس ہوا کہ یہ لشکر ناکافی ہوگا تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کے ماتحت ایک لشکر اور بھیجا۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے یمامہ پہنچتے ہی حضرت شرجیل رضی اللہ عنہ کا اِنتظار کئے بغیر حملہ کردیا، لیکن اُن کو پسپا ہونا پڑا۔ اِدھر حضرت شرجیل رضی اللہ عنہ کو اِس کی اطلاع ہوئی تو وہیں راستہ میں ٹھہر گئے۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اَصل واقعہ کی خبر کی تو آپ رضی اللہ عنہ کو ملال ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اُنہیں حکم دیا وہ حضرت حذیفہ اور حضرت عرفجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس پہنچ کر عمان اور مہرہ کے لوگوں کے ساتھ جنگ

کریں اور یہاں سے فارغ ہو کر یمن اور حضر موت کا رُخ کریں۔اب رہے حضرت شرجیل رضی اللہ عنہ تو اُن کو حکم بھیجا کہ وہ جہاں ہیں وہیں رہیں یہاں تک کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ پہنچ جائیں۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی نامزدگی:

جب حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کو شکست ہوئی اور ساتھ ہی معلوم ہوا کہ مسیلمہ کذّاب کے ساتھ چالیس ہزار عرب منتخب نبرد آزما ہیں تو اَب آپ کو موقع کی نزاکت اور اَہمیت کا صحیح اَندازہ ہوا۔اَب ظاہر ہے اتنے بڑے معرکہ کو سر کرنے کیلئے سیف اللہ کے سوا اور کس کے نام قرعہ نکل سکتا تھا۔ جنانچہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ دربارِ خلافت کی طلبی پر بطاح سے مدینہ منورہ آئے اور اُن کے ذمہ یمامہ کو سر کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی۔

ناموران مہاجرین وانصار کی شرکت:

غزوۂ بدر کے بعد یمامہ کا معرکہ سب سے بڑا معرکہ تھا جبکہ اِسلام کی زندگی اور موت کا قطعی فیصلہ ہونے والا تھا۔ اِسی بنا پر امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صرف حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے بھیجنے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ نامورانِ مہاجرین وانصار جو بدر وحنین کے معرکے سر کر چکے تھے اور جن میں بڑے بڑے حفاظ و قراء تھے اُن کو بھی اِس جنگ کیلئے نامزد فرمایا۔ مہاجرین کے دستہ کے سردار حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ اور امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے اور اَنصار رضی اللہ عنہم کا دستہ حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کی ماتحتی اور نگرانی میں تھا۔ [۲۴]

غرضیکہ اِس شان وشوکت اور اِہتمام کیساتھ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ مسیلمہ کذّاب سے جنگ کرنے کیلئے یمامہ روانہ ہو گئے۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اِس خیال سے کہ کوئی پیچھے سے حملہ نہ کر دے حضرت خالد بن

---

[۲۴] طبری جلد۲ص ۵۰۵۔

ولید رضی اللہ عنہ کے عقب میں حضرت سلیط رضی اللہ عنہ کی سپردگی میں ایک اور دستہ روانہ کیا۔

مجاہدین کا جوش وخروش:

مہاجرین کا علم حضرت سالم مولیٰ حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا۔ کسی نے کہا کہ اگر آپ قتل ہو گئے تو ایک حاملِ قرآن جاتا رہے گا۔ اُنہوں نے کہا ''اگر میں اِس بات کا اندیشہ کروں تو مجھ سے بُرا حاملِ قرآن کون ہو گا''۔ نہارِ رجال ایک شخص تھا جس نے مشہور کر دیا تھا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت میں سے نصف کا شریک مسیلمہ کو کر لیا ہے اور اِس طرح مسیلمہ کذّاب کا دست راست تھا۔ اُس نے صف سے باہر آ کر پکارا کہ هَلْ مِنْ مُبَارِزًا ''کیا مجھ سے کوئی مقابلہ کرنے والا ہے''۔ اُس کے جواب میں اِسلامی لشکر کی طرف سے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور اُنہوں نے اِس زور کا وار کیا کہ نہار رجال وہیں ڈھیر ہو گیا۔ اَب دونوں لشکر گتھم گتھا ہو گئے اور بڑے زور کا رن پڑا۔ مسیلمہ کذّاب کا ایک ایک آدمی اُس پر اپنی جان ہلاک کرنے پر تلا ہوا تھا۔ مسلمانوں کو ایسی ہولناک اور سخت جنگ لڑنے کا پہلا اِتفاق تھا۔ اِس لئے اَوّل اَوّل مسلمان پسپا ہو گئے۔ یہ رنگ دیکھ کر مسیلمہ کذّاب کی فوج کا حوصلہ یہاں تک بڑھا کہ اُس نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے خیمہ پر حملہ کر دیا۔

مسلمانوں کا دوسرا حملہ:

اَب مسلمانوں نے اپنے آپ کو سنبھالا اور ایک دوسرے کو پکار پکار کر ثابت قدمی اور اِستقلال کی دعوت دینے لگے۔ یہ مجاہدینِ اِسلام اپنی اپنی جگہ پر شیر کی طرح ہنکار ہی رہے تھے کہ اتنے میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے پلٹ کر اِس زور کا حملہ کیا کہ دشمن پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گیا۔ لیکن کچھ فاصلہ پر پہنچ کر جوابی حملہ کیا اور جنگ تیز ہو گئی۔ مہاجرین، انصار، اہل قریٰ اور اہل بادیہ اِن سب کے دستے ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوئے دادِ شجاعت دے رہے تھے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حکم

دیا کہ ہر دستۂ فوج الگ الگ ہو جائے۔اب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جائزہ لیا تو معلوم ہوا کہ مہاجرین' انصار اور اہل قریٰ کو بہ نسبت اہل بادیہ کو زیادہ نقصان پہنچا تھا اور مشہور صحابہ کرام حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ' حضرت سالم رضی اللہ عنہ اور اِن کے آقا حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ اِس معرکہ میں شہید ہو چکے تھے۔حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے دشمن کی جمعیت پر نگاہ ڈالی تو دیکھا کہ مسیلمہ کذّاب اپنی جگہ پر جما کھڑا ہے اور اُس کے حمایتوں نے چاروں طرف سے اِس کو اپنے حلقہ میں لے رکھا ہے۔اب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے محسوس کیا کہ جب تک مسیلمہ کذّاب کے دستۂ خاص پر حملہ کر کے اُسے شکست نہیں دی جائے گی' دشمن کی جمعیت منتشر نہ ہو گی۔چنانچہ اُنہوں نے یک بیک **وامحمداہ** کا نعرہ لگایا اور مسیلمہ کے دستہ پر حملہ کر دیا۔اَب عالم یہ تھا کہ دشمن کی فوج کا ایک ایک فرد سر بکف ہو کر آگے بڑھتا تھا اور اُس کی لاش خاک وخون میں تڑپ کر رہ جاتی تھی۔مسیلمہ کذّاب نے یہ دیکھ کر چاہا کہ خود مقابلہ کیلئے آگے بڑھے۔لیکن شدتِ خوف و اِضطراب سے ایک قدم آگے بڑھاتا تھا اور پھر اُسے پیچھے ہٹا لیتا تھا۔اِتنے میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنے دستہ کے مجاہدوں کے ساتھ اَچانک اِس زور کا حملہ کیا کہ اب مسیلمہ کذّاب کیلئے راہِ فرار اِختیار کرنے کے سوا کوئی چارۂ کار نہ رہا۔مسیلمہ کذّاب کے جاں نثاروں نے ہر چند اُسے کہا کہ "تو ہم سے جس فتح وظفر کا وعدہ کرتا تھا وہ کہاں ہے"؟ لیکن اَب اُس کیلئے ٹھہرنا ناممکن تھا۔خود بھاگتا جاتا تھا اور لوگوں سے کہہ رہا تھا۔"اپنے حسب ونسب کی طرف سے مدافعت کرو"۔لیکن ظاہر ہے اَب اُس کی اِن باتوں کا اَثر ہی کیا ہو سکتا تھا۔نتیجہ یہ ہوا کہ اُس کی فوج کے پاؤں اُکھڑ گئے اور وہ بھی میدانِ جنگ چھوڑ کر بھاگ پڑی۔ذرا فاصلہ پر ایک باغ تھا جس کی چار دیواری محفوظ تھی۔محکم بن الطفیل نے چیخ کر کہا۔اے بنو حنیفہ باغ! باغ! یعنی اِس میں چل کر پناہ لو۔یہ باغ درحقیقت مسیلمہ کذّاب کا قلعہ تھا اِس لئے باغ کا نام حدیقۃ الرحمٰن تھا۔یہ سب لوگ اُس میں پہنچ کر قلعہ بند ہو گئے۔

مسیلمہ کذّاب کا قتل:

اِسلامی لشکر نے اِس قلعہ کا محاصرہ کرلیا۔ اَندر جانے کا راستہ نہیں تھا' اِس لئے حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں سے درخواست کی کہ وہ اُن کو اُوپر اُٹھا کر باغ (قلعہ) کے اَندر ڈال دیں۔ مجاہدین نے کہا ہم اَیسا نہیں کرسکیں گے لیکن حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ نے اِصرار کیا یہاں تک کہ مسلمانوں نے مجبوراً اُن کو باغ کی دیوار پر پہنچا دیا اور اَندر کی طرف کود کر تن تنہا لڑتے بھڑتے گھستے چلے گئے یہاں تک کہ باغ کا دروازہ کھول دیا۔ بس اَب کیا تھا؟ مسلمان باغ کے اندر گھس گئے اور پھر شدید جنگ شروع ہوگئی۔ دونوں طرف کشتوں کے پشتے لگ گئے لیکن بنوحنیفہ کے مقتولین کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ اِس معرکہ میں مسیلمہ کذّاب بھی حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کے غلام حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں مارا گیا۔ اَب بنوحنیفہ کیلئے ٹھہرنا ناممکن تھا۔ پسپا ہوکر بھاگ پڑے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو یہ خوشخبری پہنچی تو مجاعہ کو لے کے بنوحنیفہ کے مقتولین کو دیکھنا شروع کیا۔ ایک طرف محکم کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ یہ شخص خوبصورت اور وجیہہ تھا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے پوچھا "کیا تمہارا سردار مسیلمہ کذّاب یہی ہے؟ مجاعہ نے جواب دیا "نہیں! بخدا یہ اُس سے زیادہ بہتر اور شریف ہے۔ یہ محکم الیمامہ ہے۔ محکم کو حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک تیر مار کر اِس وقت ہلاک کیا تھا جبکہ اَبھی وہ باغ کے اِحاطہ سے باہر پیچھے سے اپنے ساتھیوں کی حفاظت کررہا تھا۔ اَب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ قلعہ کے اَندر داخل ہوئے۔ یہاں ایک لاش کی طرف اِشارہ کرکے مجاعہ نے بتایا کہ یہ مسیلمہ کذّاب ہے۔ اُس دن سے اِس باغ کا نام **حدیقۃ الموت** یعنی موت کا باغ پڑ گیا اور اِسی نام سے وہ تاریخوں میں مشہور ہے۔ طبری کا بیان ہے کہ باغ کے باہر اَندر مسیلمہ کے دس ہزار (۱۰۰۰۰) آدمی قتل ہوئے اور بارہ سو (۱۲۰۰) مسلمان مجاہدین شہید ہوئے۔ [۲۵]

---

[۲۵] پوری تفصیل طبری جلد۲ص ۵۰۴تا۵۱۹، ابن اثیر جلد۲ص ۲۷۲۔۲۸۰۔

جنگ کا اَثر:

مرتد اور باغی قبائل سے جتنی لڑائیاں لڑی گئیں اُن میں یمامہ کی جنگ سب سے بڑی اور سخت ترین تھی۔ مسیلمہ کذّاب کے ساتھ جو لشکر تھا اُس کی تعداد اکثر نے چالیس ہزار (۴۰۰۰۰) اور بعضوں نے ساٹھ ہزار (۶۰۰۰۰) لکھی ہے اور یہ سب کے سب مسیلمہ کذّاب پر دل و جان سے مرتے تھے۔

موقع کی اِس نزاکت کے باعث وہ اَکابر مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم جن کو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے باہر بھیجنا پسند نہیں کرتے تھے۔ اُن کو بھی محاذ جنگ پر بھیجا گیا۔ اگرچہ اِس معرکہ میں مسلمانوں کو شدید نقصان پہنچا۔ اَکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بڑے بڑے حفاظ وقراء جامِ شہادت نوش کر گئے۔ لیکن چونکہ اِسلام کے سب سے بڑے حریف پر یہ آخری اور فیصلہ کن فتح تھی۔ جس نے جزیرۃ العرب میں ہمیشہ کیلئے اِسلام کے قدم جمادیئے اور اِس کو کسی مخالفت کا اَندیشہ نہ رہا۔ اِس لئے اِسلامی فوج فتح وظفر کا پرچم اُڑاتی ہوئی جب مدینہ منورہ میں داخل ہوئی تو مدینہ منورہ کا گوشہ گوشہ مرحبا اور آفریں کے نعروں اور حمد وصلوٰۃ کے نغموں سے گونج اُٹھا۔ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اِس جنگ میں شہید ہو گئے تھے اُن کا غم ہونا ایک طبعی بات تھی۔ لیکن نصرتِ خداوندی پر ترانہ ہائے حمد کی آوازوں میں رنج وغم کی یہ صدائیں دب کر رہ گئیں۔ اِس فتح وکامرانی پر امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے زیادہ خوش ہونے کا حق اور کسے تھا لیکن آپ کو بارہ سو (۱۲۰۰) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے شہید ہونے کا رنج وملال بھی کم نہیں تھا۔

قصۂ ارتداد اور بغاوت پر ایک نظر:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مسند آرائے خلافت ہوتے ہی عرب کے مختلف حصّوں میں اِرتداد و بغاوت کا طوفان جب اُٹھا تھا تو اُس وقت مدینہ منورہ کی حالت کیا تھی؟

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زبانی یہ بات ضبط تحریر میں ہے کہ مدینہ منورہ میں جو مسلمان تھے اُن کی حالت اُس بکری کی مانند تھی جو سخت سرد رات میں بارش میں بھیگی کھڑی ہو۔

اِسلام دشمنی اور دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی ایک اَیسی آگ تھی جس کے شعلے شمال میں حدودِ شام اور الجزیرۃ تک، جنوب میں بحر ہند کے کناروں تک، مشرق میں عراق، عرب اور خلیج فارس تک اور مغرب میں بحر احمر کے سواحل اور تنگنائے باب المندب تک پھیلے ہوئے تھے۔ لیکن دنیا نے دیکھا کہ ایک سال سے بھی کم مدت میں مجاہدین اِسلام نے کس طرح تعداد، ساز و سامان، اسلحہ اور ہر اعتبار سے کمی کے باوجود شر و فساد کی اُن تمام طاقتوں کو فنا کر کے دینِ قیم کی فتح و ظفر کا پرچم لہرایا اور پورے جزیرۃ العرب کو اِسلام کے جھنڈے کے نیچے لا کر کھڑا کر دیا۔ یہ واقعہ تاریخ عالم کا ایک نہایت ہی اَہم واقعہ ہے۔ اِسی سے اِنسانی تہذیب و معاشرت، کلچر اور فکر و نظر میں وہ عظیم الشان اِنقلاب پیدا ہوا جس کا داعی اِسلام تھا۔ ورنہ اگر خدانخواستہ اِسلام خود اپنے وطن میں گھٹ کر رہ جاتا تو باہر کی دنیا پر اِس کا کیا اَثر ہو سکتا تھا۔ اِس انقلاب کے ہیرو لیڈر کون ہیں؟ وہی امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جن کی رقتِ قلب کا یہ عالم تھا کہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ نماز کی اِمامت کو کھڑے ہوئے تو آنسوؤں کی لڑی بندھ گئی لیکن آج یہی وہ رقیق القلب اِنسان ہے جو خون کی روشنائی سے اِسلام کی عظمت و حقانیت کی دستاویز مرتب کر رہا ہے، شدت و رقت، قہر و مہر کا یہ لطیف اِمتزاج ایک اِنسانِ کامل، جس کی سیاست سرتاپا سیاستِ محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہو اِس کے سوا اور کون ہو سکتا تھا؟۔ (رضی اللہ عنہ)

(مجھے دینِ اِسلام سے پیار ہے)

امیرِ المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دینی خدمات

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ امّتِ مسلمہ کے عظیم محسن اور خیر خواہ ہیں۔ رسولِ کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصالِ مبارک کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق **عَتِیقُ اللّٰہِ مِنَ النَّارِ** رضی اللہ عنہ کو حالات سنبھالنے کی بدرجۂ اتم توفیقِ عظیم عطا فرمائی تھی۔ آپ کا مختصر دورِ خلافت اَندرونی اور بیرونی اِستحکام کی مہمات میں مصروف رہا اور یہ جو کچھ تھا سب خدمتِ دین اور اِسلامی مملکت کے اِستحکام کے لئے تھا۔

مسندِ خلافت پر جلوہ اَفروز ہونے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے اِس حقیقت کو واشگاف اَلفاظ میں بیان کر دیا کہ رسولِ کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم صاحبِ شریعت ہیں۔ اُن پر وحی اُترتی تھی اُن کا ہر عمل اُسوہ اور اُن کا ہر قول واجب الاتباع ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے بعد ازیں ایک خطبہ اِرشاد فرمایا جس کی نسبت ابنِ سعد نے نقل کیا ہے کہ اَیسا خطبہ پھر کبھی کسی کی زبان سے سننے میں نہیں آیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثناء اور دُرود وسلام کے بعد فرمایا:۔

"لوگو! میں تمہارا امیر بنا دیا گیا ہوں حالانکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔ پس اگر میں اَچھا کام کروں تو تم میری مدد کرو اور اگر بُرا کام کروں تو مجھ کو سیدھا کرو۔ سچائی ایک اَمانت ہے اور جھوٹ ایک خیانت ہے۔ تم میں جو کمزور ہے وہ میرے نزدیک قوی ہے۔ چنانچہ میں اُس کا شکوہ دُور کر دوں گا، اِنشاء اللہ۔ تم میں سے جو قوی ہے وہ میرے نزدیک کمزور ہے چنانچہ میں اُس سے حق لوں گا، اِنشاء اللہ۔ جب کوئی قوم جہاد چھوڑ دیتی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اُس پر ذلت مسلط فرما دیتا ہے اور جس قوم میں

بے حیائی پھیل جاتی ہے' اللہ تبارک وتعالیٰ اُن سب پر مصیبت نازل فرماتا ہے۔ میں جب تک اللہ (عزوجل) اور اُس کے رسول (کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) کی اِطاعت کروں تو میری اِطاعت کرو اور جب میں اللہ جل سلطانہ اور اُس کے رسول (کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) کی نافرمانی کروں تو میری اِطاعت تم پر فرض نہیں۔ اپنی نماز کے لئے تیار ہو جاؤ اور ربُّ العزّت تم پر رحم فرمائے"۔[1]

اِس خطبہ میں بھی دینی بنیادی حقائق کو بیان فرمایا۔ نبی اور غیر نبی کا فرق واضح فرمایا کہ نبی معصوم عن الخطاء ہوتے ہیں (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اُمتی سے غلطی ہو سکتی ہے۔ نبی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے۔ **وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ** .... (النسآء:۶۴) "اور ہم نے کوئی رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ بھیجا مگر اِس لئے کہ اللہ (عزوجل) کے حکم سے اُس کی اِطاعت کی جائے"۔ اِس لئے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب میں اللہ (جل جلالہ) اور اُس کے رسول (کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) کی نافرمانی کروں تو میری اِطاعت نہ کرنا۔ جبکہ اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کبھی کسی سے نہیں فرمایا تھا کہ اگر میں اللہ (جل جلالہ) کی نافرمانی کروں تو میری اِطاعت نہ کرنا۔ اِس لئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نبی علیہ السلام نہ صرف یہ کہ خطاء بلکہ ارادۂ خطاء سے بھی پاک ہوتے ہیں۔ قرآنِ مجید میں حضرت شعیب علیہ السلام کا قول اللہ ربُّ العزّت نے بیان فرمایا ہے۔ **وَمَا اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰكُمْ عَنْهُ ؕ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ؕ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ۝** (ہود:۸۸) "اور میں نہیں چاہتا کہ جس بات سے تمہیں منع کرتا ہوں' خود اُس کے خلاف کرنے لگوں میں تو جہاں تک ہے' سنوارنا چاہتا ہوں اور میری توفیق اللہ (عزوجل) ہی کی طرف سے ہے اور میں نے اُسی پر

---

[1] تاریخ ابن کثیر مترجم جلد ۶ ص ۱۳۷' البدایہ والنہایہ عربی جلد ۵ ص ۲۴۸۔

بھروسہ کیا اور اُسی کی طرف رجوع کرتا ہوں''۔

اِس سے معلوم ہوا اَنبیاء (کرام علیہم السّلام) گناہ کا اِرادہ بھی نہیں کرتے کیونکہ گناہ کرانا یا تو نفسِ اَمّارہ کا کام ہے یا شیطان کا۔ اَنبیاء کرام علیہم السلام کا نفس اَمّارہ نہیں ہوتا۔ اللہ ربُّ العزّت فرماتا ہے:

اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ط .... (یوسف: ۵۳) ''بے شک نفس تو بُرائی کا بڑا حکم دینے والا ہے مگر جس پر رب رحم فرمائے''۔

اَنبیاء کرام علیہم السّلام پر شیطان مسلط نہیں ہوتا' ربِّ ذُوالجلال والاکرام فرماتا ہے۔ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ.... (الحجر:۴۲) ''بے شک میرے بندوں پر تیرا قابو نہیں''۔ حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام کے معاملے میں بھی ربِ کائنات نے واضح فرمادیا۔ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا o (طٰہٰ:۱۱۵) ''اور ہم نے اُس (یعنی حضرت آدم علیہ السلام) کا عزم نہ پایا''۔ یہ سب کچھ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی حکمت کے تحت تھا۔ اگرچہ حضرت آدم علیہ السلام نے رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا..... کہہ کر بارگاہِ خداوندی میں اِظہارِ بندگی فرمادیا۔ بہرحال نبی اور غیر نبی میں یہ واضح فرق ہوتا ہے کہ اَنبیاء کرام علیہم السّلام معصوم ہوتے ہیں اور غیر نبی معصوم نہیں ہوتے۔ اگرچہ اللہ ربُّ العالمین اپنے مقبول بندوں کو گناہوں سے محفوظ فرما لیتا ہے۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شانِ اِنکساری تھی کہ باوجود گناہوں سے محفوظ ہونے کے بڑی عظمت کا اِظہار کیا کہ ''اگر میں اللہ (عزوجل) اور اُس کے رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کروں تو میری اِطاعت نہ کرنا''۔ دینی نقطۂ نظر سے یہ بڑی مضبوط اور اہم عقیدۂ اِسلامی کی بات تھی' جو آپ نے مسندِ خلافت پر بیٹھتے ہوئے فرمائی۔ کسی نے آپ کو خلیفۃ اللہ کہہ کر پکارا تو اُس کی بھی اِصلاح فرمادی کہ میں اللہ (جل جلالہ) کا نہیں بلکہ رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہوں۔

مانعینِ زکوٰۃ کے خلاف آپ نے جو جہاد کیا' وہ اِس بات کی دلیل تھی کہ آپ فرائضِ اِسلامیہ میں سے کسی بھی فرض کو غیر ضروری نہیں سمجھتے تھے بلکہ فرض کی حیثیت سے سب فرائض کو برابر سمجھتے تھے۔ شریعتِ مطہرہ کے فرائض میں قطع و برید نہیں' جز کا اِقرار کل کا اِقرار ہے' اور جز کا اِنکار کل کے اِنکار کے مترادف ہے۔

آیتِ قرآنیہ کی تشریح:

قرآنِ مجید میں ایک آیت پاک ہے:

يَآ يُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۭ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ (المائدۃ:۱۰۵)

''اے اِیمان والو! تم اپنی فکر رکھو تمہارا کچھ نہ بگاڑے گا جو گمراہ ہوا جبکہ تم راہ پر ہو۔ تم سب کا رجوع' اللہ (جل جلالہ) کی طرف ہے پھر وہ تمہیں بتا دے گا جو تم عمل کرتے ہو''۔

ایک مرتبہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے محولہ بالا آیتِ مبارک پڑھی اور اِس کے بعد فرمایا تم لوگ یہ آیتِ مبارک پڑھتے ہو اور اِس کی مراد صحیح نہیں سمجھتے۔ میں نے رسولِ (کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) سے سنا ہے کہ جب لوگ اپنے درمیان منکرات اور فواحش ہوتے دیکھیں اور اُن پر اپنی طرف سے ناراضگی کا اِظہار نہ کریں تو بعید نہیں کہ اُن کے گناہوں کی پاداش میں مرتکب اور غیر مرتکب دونوں ہی شامل کر لئے جائیں۔ [۲]

آپ کی اِس تشریح اور بروقت سمجھانے سے اِس غلط فہمی کا ازالہ ہو گیا' جو لوگوں کے دِلوں میں پیدا ہو سکتی تھی کہ جب معاملہ اپنی اپنی فکر ہی کرنے کا ہے' تو پھر اَب

---

[۲] مسند احمد جلد ا ص ۹۔۵۔۲' طبری جز ۷ ص ۶۲' درمنثور جلد ۲ ص ۳۳۹' ابن ماجہ ص ۲۹۸' مشکوٰۃ ص ۴۳۷۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور تبلیغ دین اور دعوت الی الحق کی ضرورت ہی نہیں۔

تبلیغِ دین:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جو فوج یا دستہ کہیں بھیجتے تھے، اُس کو یہ تاکید ہوتی تھی کہ محض اَعلائے کلمۃ اللہ اور دین کی اشاعت اُن کا مشن ہونا چاہیے۔

جمع قرآن:

دینی خدمت کے سلسلے میں آپ کا سب سے اہم اور خاص بنیادی کام قرآنِ مجید فرقانِ حمید کو جمع فرمانا تھا۔ اِس کی تحریک یوں پیدا ہوئی۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، جب جنگ یمامہ (جو مسیلمہ کذاب سے) ہوئی تھی اُس میں (ایک ہزار دو سو یا سات سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) شہید ہوئے تھے۔ (جن میں انتالیس کبار صحابہ رضی اللہ عنہم حفاظِ قرآنِ مجید تھے) تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے بلوایا۔ میں گیا تو دیکھا امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی وہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور فرمانے لگے یمامہ کی لڑائی میں قرآنِ مجید کے بہت سے قرّاء حضرات اور حفاظ کرام شہید ہو گئے ہیں۔ میں ڈرتا ہوں ایسا نہ ہو کہ اِسی طرح لڑائیوں میں حفاظ کرام اور قرّاء حضرات شہید ہوتے جائیں (اور بہت سا) قرآنِ مجید (جو اِس وقت تک سینوں میں تھا) ہاتھ سے جاتا رہے۔ تو میں مناسب سمجھتا ہوں آپ قرآنِ مجید کو اکٹھا کرنے کا حکم دیجئے۔ (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا۔ یہ بتلاؤ ''جو کام رسولِ کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا (یعنی قرآنِ مجید کو ایک مصحف میں جمع کرنا) وہ کام تم کیسے کر سکتے

ہو؟ ۳؎ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: گو یہ کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا) لیکن اللہ (عزوجل) کی قسم! یہ کام بہتر ہے۔ (اِس میں بڑی مصلحت ہے)۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ برابر مجھے کہتے رہے، یہاں تک کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے میرا سینہ بھی کھول دیا۔ مجھ کو بھی یہ کام مناسب نظر آیا اور امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی جو رائے تھی وہی رائے میری بھی قرار پائی۔

(حضرت) زید بن ثابت (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا: **اِنَّکَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ لَانُتَّھِمُکَ وَقَدْ کُنْتَ تَکْتُبُ الْوَحْیَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ** صلی اللہ علیہ وسلم **فَتَتَبَّعِ الْقُرْاٰنَ فَاجْمَعْہُ** ”تو ایک نوجوان عاقل آدمی ہے۔ اور ہمیں تیرا اعتبار ہے اور تو رسولِ (کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی وحی بھی لکھا کرتا تھا۔ قرآنِ مجید سے خوب واقف ہے۔ اِس لئے قرآنِ مجید مصحف کی صورت میں جمع کرو“۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اگر مجھے کسی ایک پہاڑ کو اُس کی جگہ سے ہٹا دینے کا حکم فرماتے تو وہ اِس حکم سے

۳؎ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے (جو اُمّتِ محمدیہ کے مُحدَّث ہیں جن پر اِلہام ہوتا تھا) جن کی رائے کے مطابق، بعض اَوقات وحی اور قرآنِ مجید کا نزول ہوتا تھا۔ اور سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ مقدّس ہے۔ جسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ تم سے پہلی اُمتوں میں مُحدَّث ہوتے تھے۔ میری اُمّت میں اگر کوئی مُحدَّث ہے تو وہ عمر (رضی اللہ عنہ) ہیں اور بنی اسرائیل میں تم سے پہلے لوگ تھے جن سے فرشتے کلام کرتے تھے لیکن وہ نبی نہ تھے۔ میری اُمّت میں اگر اُن میں سے کوئی ہے تو وہ حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآنِ مجید میں فرمایا ہے: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ ۝ (الحجر: ۹) ”بے شک ہم نے قرآنِ (مجید) اُتارا ہے اور بے شک ہم خود اِس کے نگہبان ہیں“۔ محافظِ حقیقی نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دِل میں اِلہام فرمایا کہ قرآنِ مجید کی حفاظت کے لئے یہ بھی ایک تدبیر ہے کہ اِس کو مصحف کی صورت یعنی کتاب کی صورت دے دی جائے۔ چنانچہ اِسی حکمت اور اِلہام خداوندی کے تحت کہا۔

زیادہ گراں نہ ہوتا۔ (فرماتے ہیں) میں نے بھی وہی اشکال پیش کیا جو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خود امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو پیش کیا تھا کہ تم لوگ وہ کام کیونکر کرو گے جو رسولِ کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! یہ کام بہتر ہے اور حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ برابر مجھ سے یہی کہتے رہے۔'' یہاں تک کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے جیسے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر اور امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دِل میں بات ڈالی میرے دِل میں بھی بات ڈال دی۔ (میں بھی اُن کی رائے سے متفق ہو گیا) چنانچہ میں نے قرآنِ مجید کی تلاش شروع کر دی۔ کہیں کھجور کی چھڑیوں پر، کہیں باریک پتلے پتھروں پر، کہیں ٹھیکروں پر، درخت کی چھالوں پر کھجور کے پتوں یا لوگوں کے سینوں میں محفوظ تھا۔ اُن سب کو بکمالِ اِحتیاط یکجا کر کے جمع کر دیا۔ یہاں تک میں نے سورۂ توبہ کی آخری آیات صرف حضرت ابو خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے ہاں پائیں۔ وہ آیات یہ تھیں **لَقَدْ جَآءَ كُمْ** سے **وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝** تک، وہ بھی اُن سے لے لیں۔ پھر یہ مصحف جو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے مرتب کیا، امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں اُن کے پاس محفوظ رہا۔ آپ کے بعد امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس رہا۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد اُمّ المومنین حضرت بی بی حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس رہا۔ پھر امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اُس کو منگوا کر اُس کی نقلیں کرا کے مملکتِ اِسلامیہ کے تمام صوبوں میں بھیج دیں۔ جمع قرآن، خلافتِ صدیقی کا عظیم کارنامہ ہے۔ اگرچہ اِس کے محرک خلیفہ ثانی امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے۔

ویسے حقیقی صورت حال یہ ہے کہ قرآنِ پاک کی عظیم آیات اور پاک سورتوں کی ترتیب خود حضور نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہرہ زمانۂ حیات میں ہو

چکی تھی اور آپ ﷺ کے اِرشاد کے مطابق ہی ہوئی۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے پورا قرآنِ مجید، رسولِ (کریم رؤف ورحیم ﷺ) کے سامنے پڑھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ظاہرہ زمانۂ حیات میں قرآنِ مجید کس نے جمع کیا تھا؟ اُنہوں نے کہا چار آدمیوں نے اور وہ انصار تھے اور وہ حضرت ابی بن کعب، حضرت معاذ بن جبل، حضرت زید بن ثابت اور حضرت ابوسعید بن عبید اوسی رضی اللہ عنہم ہیں۔ [۴]

دوسری روایت میں ابودرداء اور ابوزید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا نام بھی ہے۔ [۵]

اِن روایات سے دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خارج نہیں ہیں۔ جنہیں آپ ﷺ وحی کی کتابت کے لئے فرماتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے مراد یہی لی جاسکتی ہے کہ انصار میں بھی چار کاتب تھے۔ جبکہ غیر انصار دوسرے بھی تھے۔ اِس کے علاوہ روایات متواترہ سے ثابت ہے کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سال میں ایک مرتبہ قرآنِ مجید حضرت جبرائیل علیہ السلام کو سنایا کرتے تھے اور جس سال آپ ﷺ کی وفات ہوئی ہے، اُس سال آپ ﷺ نے دو مرتبہ قرآنِ مجید سنایا۔ [۶]

مذکورہ بالا سطور سے یہ بات صاف ظاہر ہے کہ قرآن مجید رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ظاہرہ زمانۂ حیات میں منتشر اور پراگندہ نہیں تھا۔ سورۂ مزمل میں فرمایا گیا ہے۔ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيْلًا ۝ (مزمل:۴) ''اور قرآن پاک خوب ٹھہر ٹھہر کر (ترتیل سے) تلاوت کریں''۔

سورتوں کی ترتیب:

سورتوں کے نام بھی رسولِ پاک ﷺ کے ظاہرہ زمانۂ حیات میں متعین ہوگئے تھے۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اِسلام لانے کے واقعہ میں مذکور ہے کہ جب وہ اپنی بہن اور بہنوئی کے گھر پہنچے تو دیکھا کہ اُن کے ہاتھ میں

---

[۴] بخاری جلد۲ ص ۷۴۸۔ [۵] بخاری جلد۲ ص ۷۴۸۔ [۶] بخاری جلد۲ ص ۷۴۸۔

ایک صحیفہ ہے اور اُس میں سورۂ طٰہٰ لکھی ہوئی ہے۔ ۷

متعدد اَحادیثِ مبارکہ میں ہے کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نماز میں اور نماز کے علاوہ یوں بھی مکمل سورتیں تلاوت فرماتے تھے۔ مثلاً البقرۃ' آلِ عمران' النسآء' الکافرون اور الاخلاص وغیرہ پھر متعدد احادیثِ مبارکہ میں بعض بعض سورتوں مثلاً الفاتحہ' الکہف' سورۃ الرحمٰن' سورۃ النور' سورۂ یٰسین' سورۃ الاخلاص کے فضائل بیان کئے گئے ہیں۔

قرآنِ پاک کی کتابت رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ظاہرہ زمانۂ حیات میں ہوتی رہی اور آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا کرتے تھے۔ **لَا تَكْتُبُوا عَنِّيْ غَيْرَ الْقُرْآنِ** ۸ "قرآن مجید کے علاوہ مجھ سے تم کچھ اور نہ لکھو"۔

قرآنِ مجید میں مقدس آیات کی ترتیب' مقدس سورتوں کی ترتیب' ناموں کا تعین سب کچھ ظاہرہ زمانۂ حیات میں ہو چکا تھا۔ اَب دیکھنا یہ ہے جب سب کچھ پہلے ہی ہو چکا تھا تو پھر امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں جو جمع قرآن کا کارنامہ سرانجام پایا اُس کی حقیقت کیا ہے؟

اَصل بات یہ ہے کہ اگرچہ عہدِ نبوت میں نفسِ قرآنِ مجید مرتب تھا لیکن اِس کے اجزاء اکٹھے نہیں تھے۔ کسی کے پاس کوئی جز تھا اور کسی کے پاس کوئی اور' کسی کے پاس کوئی کامل مقدس سورت تھی اور کسی کے پاس مقدس آیات۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ نزولِ وحی کے وقت جو کاتبِ وحی رضی اللہ عنہ قریب ہوتے اُنہی کو قرآنِ پاک کی سورتیں یا آیاتِ مبارکہ لکھوا دی جاتیں۔ غرض کہ رسول اللہ ﷺ کے وصالِ مبارک تک قرآنِ مجید ایک مصحف کی صورت میں موجود نہ تھا یعنی اِس کے اجزاء کتابی صورت میں یکجا نہ تھے۔ چنانچہ اِسی وجہ سے جنگ یمامہ میں حفاظ اور قراء کی شہادت نے اَندیشہ

---

۷ تاریخ الخلفاء عربی ص ۸۷' چھاپہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان' دلائل النبوۃ جلد ا ص ۸۰' کنز العمال حدیث نمبر ۳۵۷۴۲' واخرج ابن سعد و ابو یعلی والحاکم۔ ۸ مجمع الزوائد جلد ا ص ۱۵۱' مسند احمد جلد ۳ ص ۳۹۔۱۲' دارمی جلد ا ص ۱۱۹' مستدرک حاکم جلد ا حدیث نمبر ۱۲۷' البدایہ والنہایہ جلد ۲ ص ۱۳۲۔

پیدا کر دیا تھا اور محافظِ حقیقی ربّ کائنات نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اِس اَمر سے باخبر کیا کہ قرآنِ مجید کو یکجا کیا جائے۔ چنانچہ خلافتِ صدیقی میں جو کام سرانجام دیا گیا وہ یہی تھا کہ سورۃ الفاتحہ سے لے کر سورۃ الناس تک جس ترتیب سے سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنِ مجید حفاظ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سکھایا اور پڑھایا تھا جس کا دَور حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ ہوتا تھا۔ جس کی تفصیل آپ اُوپر ملاحظہ فرما چکے ہیں اُسی ترتیب سے ایک مصحف کی صورت میں یکجا کر دیا۔ آج جو ترتیب ہمارے پاس موجود ہے، یہ وہی ترتیب ہے جو رسولِ کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی اور اِس ترتیب کو خلیفۃ الرسول خلیفہ بلافصل امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے برقرار رکھ کر، اُمّتِ مسلمہ کو تحریکِ فاروقی پر سرانجام دیا اور یہ وہی ترتیب ہے، جو لوحِ محفوظ پر محفوظ ہے اور اِس کا حقیقی محافظ ربّ ذوالجلال والاکرام ہے اور صدیوں کے بعد بھی قرآنِ مجید، اُسی صورت میں دنیا میں موجود ہے جس صورت میں نازل ہوا تھا۔ قیامت تک لوگوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے یہ ترتیب برقرار رہے گی۔

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے جمع قرآن میں فرق:

اگرچہ جمع قرآن امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا کارنامہ ہے لیکن اِس سلسلہ میں خلیفۂ ثالث امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی بھرپور خدمات بھی ہیں۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے جمع قرآنِ پاک کی حقیقت یہ ہے کہ شام اور عراق کی فتح کے بعد جب اِسلامی مملکت کی حدود وسیع ہو گئیں تو مختلف مصاحف جو مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس موجود تھے وہ تمام مملکتِ اِسلامیہ میں پھیل گئے اور ہر شہر کے لوگوں نے اپنے اپنے مقامی حفّاظ کرام کی قرأت کے مطابق اُس کو پڑھنا شروع کر دیا۔

چنانچہ اہل عراق حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نسخۂ مصحف کے مطابق قرأت کرتے تھے۔ اہل شام حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے نسخۂ مصحف کے مطابق قرأت کرتے تھے۔ ۹

بعض علاقوں میں جیسے بصرہ کے لوگ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور دمشق کے لوگ حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ کے نسخۂ مصحف کے مطابق قرأت کرتے تھے۔

یہ اِختلاف اگرچہ قرأت کا تھا' الفاظ اور عبارتوں کا نہ تھا لیکن قرأت کا یہ وسیع اِختلاف لفظوں کے اُلٹ پھیر تک بھی وسیع ہوسکتا تھا اور ضرورت تھی کہ اِس کی حد بندی کی جائے۔ اِس سلسلہ میں حکومت کی طرف سے کی جانے والی کارروائی اُمّتِ مسلمہ کے لئے باعث برکت تھی۔

چنانچہ ہوا یہ کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جبکہ وہ اہلِ شام اور اہلِ عراق کو آرمینیہ اور آذر بائیجان کے ساتھ جنگ کرنے اور اُن کو فتح کرنے کے لئے لشکر تیار کررہے تھے۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کو اہلِ شام اور اہلِ عراق کے قرآنِ مجید پڑھنے کے اِختلاف نے گھبراہٹ میں ڈال دیا تو اُنھوں نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا' اے امیر المؤمنین! اِس اُمّت کو یہود ونصاریٰ کی طرح کتاب اللہ میں اِختلاف کرنے سے روکیئے۔ چنانچہ امیر المؤمنین خلیفۂ ثالث سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کسی کو اُمّ المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیجا کہ اُن کے پاس (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جمع کردہ) جو مصحف ہے' ہمارے پاس بھیج دیا جائے۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرات زید بن ثابت' عبداللہ بن زبیر' سعید بن عاص اور عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا (کہ اور مصحف تیار کریں)

---

۹ فتح الباری جلد ۹ ص ۲۱' چھاپہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان' عمدۃ القاری جلد ۱۰ جز ۲۰ ص ۱۸۔

چنانچہ اُنہوں نے اُس کو مصاحف میں لکھ دیا۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے تین قریشیوں کو فرمایا کہ جب تم اور زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہما کسی کلمہ میں اختلاف کرو تو اُس کو قریش کی لغت میں لکھو کہ قرآنِ مجید صرف قریش کی لغت میں نازل ہوا ہے۔ اُنہوں نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حکم کی تعمیل کی۔ جب کئی نسخے لکھوائے گئے تو ایک ایک نسخہ ہر ایک صوبے میں روانہ کر دیا اور اصل نسخہ اُمّ المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو واپس کر دیا۔ [10]

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عظیم الشان کارنامے کی اہمیت اِس سے اور زیادہ کیا ہو سکتی ہے۔ یہی وہ جمع قرآنِ مجید ہے جس پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا اِرشاد ہے **وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ** اور جس کی بشارت **اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۝** صلے ج (القیامہ:۱۷) ''بے شک اِس کا محفوظ کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمہ کرم پر ہے''۔

درحقیقت اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی سینہ مبارک میں قرآنِ کریم کو ترتیب وار جمع فرمایا۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مظہرِ ذاتِ کبریا ہیں۔ اُن کا کام ربِّ ذُوالجلال والاکرام کا کام ہے۔ کیونکہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے سینوں اور پتوں اور پتھروں پر قرآنِ پاک کو جمع فرمایا پھر امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم نے قرآنِ پاک کی مقدس سورتوں کو علیحدہ علیحدہ صحیفوں میں جمع فرمایا اور ایک مصحف کی صورت میں ایک جگہ رکھا۔ پھر امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اِن تمام کاموں کو ربِّ کائنات نے پہلے ہی اپنے کام قرار دیا۔

جب تک دُنیا میں قرآنِ پاک اور ایک بھی کلمہ گو موجود رہے گا اُمّتِ محمدیہ علیہ الصلوٰت والتسلیمات امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق، حضرت سیّدنا فاروق اعظم اور حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہم کی اِحسان مندر ہے گی۔

---

[10] بخاری جلد ۲ ص ۷۴۶، عمدۃ القاری جلد ۱۰ جز ۲۰ ص ۱۷، فتح الباری جلد ۹ ص ۱۳۔

راویانِ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خلیفۃ الرسول حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اَحادیثِ مبارکہ روایت کی ہیں۔اُن کے اَسمائے مبارکہ حسبِ ذیل ہیں:۔

حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابن عوف، حضرت ابن مسعود، حضرت حذیفہ، حضرت ابن عمر، حضرت ابن زبیر، حضرت ابن عمرو، حضرت ابن عباس، حضرت انس، حضرت زید بن ثابت، حضرت براء بن عازب، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عقبہ بن حارث، حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر، حضرت زید بن ارقم، حضرت عبداللہ بن مغفل، حضرت عقبہ بن عامر الجہنی، حضرت عمران بن حصین، حضرت ابو برزہ اسلمی، حضرت ابو سعید خدری، حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت ابو طفیل لیثی، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت بلال، ام المؤمنین حضرت عائشہ اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہم۔

تابعین راویوں کے نام:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام حضرت اسلم علیہ الرحمہ اور حضرت واسطی البجلی علیہ الرحمہ۔

چند مرویات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

نمازِ فجر اور اُس کی اَہمیت:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے راویت ہے، فرماتے ہیں، (سرورِ کائنات) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ، فَهُوَ فِي ذِمَّةِ اللّٰهِ فَلَا تَخْفِرُوا اللّٰهَ فِي عَهْدِهٖ فَمَنْ قَتَلَهٗ طَلَبَهُ اللّٰهُ حَتّٰى يَكُبَّهٗ فِي النَّارِ عَلٰى وَجْهِهٖ** [1] "جس نے صبح کی نماز پڑھی وہ اللہ (سبحانہٗ وتعالیٰ) کے ذمہ میں ہے۔اَب اللہ (عزّوجلّ) کا ذمہ مت توڑو (یعنی اُس کو مت ستاؤ) پھر جو کوئی

[1] ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۹۴۵، تاریخ الخلفاء ص ٦٧۔

ایسے شخص کو قتل کرے (جس نے صبح کی نماز اَدا کی ہو تو قیامت کے دن) اللہ (جَلَّ جَلَالُہٗ) اُس (یعنی قاتل) کو دوزخ میں اُوندھا ڈالے گا"۔

جو لوگ جنت میں داخل نہیں ہوں گے:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے راویت ہے، فرماتے ہیں (سرورِ کائنات) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ بَخِیْلٌ وَّلَا خَبٌّ وَّلَا خَائِنٌ وَّلَا سَیِّئُ الْمَلَکَةِ وَ اَوَّلُ مَنْ یَّدْخُلُ الْجَنَّةَ الْمَمْلُوْکُ اِذَا اَطَاعَ اللّٰهَ وَاَطَاعَ سَیِّدَهٗ** [۲] "بخیل، بدخواہ، خائن اور ظالم بادشاہ جنت میں داخل نہیں ہوں گے اور پہلا شخص جو جنت میں داخل ہوگا وہ، وہ غلام ہوگا، جس نے اللہ (تبارک وتعالیٰ) اور اپنے آقا و مالک کی اِطاعت کی ہوگی"۔

جہاد ترک کرنے والی قوم:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں (سرورِ کائنات) رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشادِ مبارک ہے: **مَا تَرَکَ قَوْمُ الْجِهَادَ اِلَّا عَمَّهُمُ اللّٰهُ الْعَذَابَ** [۳] "جس قوم نے جہاد ترک کر دیا وہ قوم عذابِ الٰہی میں مبتلا ہوگئی"۔

دوزخ کے عذاب سے بچنے کا طریقہ:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **مَنْ سَرَّهٗ اَنْ یُّظِلَّهُ اللّٰهُ مِنْ فَوْرِ جَهَنَّمَ وَیَجْعَلَهٗ فِیْ ظِلِّهٖ فَلَا یَکُنْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ غَلِیْظًا وَلٰکِنْ بِهِمْ رَحِیْمًا** [۴] "جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اُسے کل قیامت کے دن اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی رحمت

---

[۲] الترغیب والترہیب جلد۳ ص ۲۷ (باختلاف الفاظ) تاریخ الخلفاء ص ۶۸، کنز العمال حدیث نمبر ۴۳۹۵۵۔۴۳۹۹۵، مسند احمد جلد۱ ص ۷۔ [۳] تاریخ الخلفاء ص ۷۳۔ [۴] تاریخ الخلفاء ص ۷۳، درمنثور جلد۱ ص ۳۶۹۔

کا سایہ حاصل ہو اور وہ عذابِ دوزخ سے نجات کا طلبگار ہو اُسے چاہئے کہ مسلمانوں پر سختی نہ کرے بلکہ اُن پر مہربانیاں کرے۔ (تو اُسے یہ چیز حاصل ہو جائے گی)''۔

علم و تحریرِ حدیث کا اَجر و ثواب:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **مَنْ کَتَبَ عَنِّیْ عِلْمًا اَوْ حَدِیْثًا لَمْ یَزِلْ یُکْتَبُ لَهُ الْاَجْرُ مَا بَقِیَ ذٰلِکَ الْعِلْمُ اَوِ الْحَدِیْثُ** ۵ ''جو شخص مجھ سے اکتسابِ علم کرے یا مجھ سے حدیث شریف لکھے تو جب تک وہ علم یا وہ حدیث شریف اُس کے پاس محفوظ ہے، اُس وقت تک اُس کا اُس کو ثواب ملتا رہے گا''۔

جانور کیوں شکار ہوتے ہیں اور درخت کیوں کٹتے ہیں؟

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: **مَا صِیْدَ صَیْدٌ وَّلَا عُضِدَتْ عُضَاةٌ وَّلَا قُطِعَتْ وَشِیْجَةٌ اِلَّا بِقِلَّةِ تَسْبِیْحٍ** ۶ ''جو جانور شکار ہوتے ہیں اور خاردار درخت اور دوسرے درختوں کی قطع و برید اِس لئے ہوتی ہے کہ تسبیحِ الٰہی میں کمی کرتے ہیں''۔

عادل سلطان یا حکمران:

حضرت ابنِ ابی شیبہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے: **اَلسُّلْطَانُ الْعَادِلُ الْمُتَوَاضِعُ ظِلُّ اللّٰهِ وَرُمْحُهٗ فِی الْاَرْضِ وَیُرْفَعُ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَّلَیْلَةٍ عَمَلُ سِتِّیْنَ صِدِّیْقًا** ۷ ''عدل و انصاف کرنے والا سلطان (حکمران) جو متواضع بھی ہو وہ زمین پر اللہ (عزوجل کی رحمت) کا سایہ اور اُس کا نیزہ ہے۔ اُس کو رات دن میں ساٹھ

۵ تاریخ الخلفاء ص ۷۳، درمنثور جلد ۱ ص ۳۶۹۔ ۶ تاریخ الخلفاء ص ۷۲، کنز العمال حدیث نمبر ۱۹۲۰، جلد ۱ ص ۴۴۵۔ ۷ تاریخ الخلفاء ص ۷۲، کشف الخفا للعجلونی جلد ۱ ص ۴۵۶، کنز العمال حدیث نمبر ۱۴۵۸۹۔ ۱۴۶۱۵۔

صدیقوں کا ثواب عطا ہوتا ہے"۔

گھر بنانے سے پہلے:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم (رؤف ورحیم) صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اُنْظُرُوا دُوْرَ مَنْ تَعْمُرُوْنَ وَاَرْضَ مَنْ تَسْکُنُوْنَ وَفِیْ طَرِیْقٍ مَّنْ تَمْشُوْنَ** [۸] "جس زمین پر گھر بنانا ہو تو گھر بنانے سے پہلے وہاں کے ہمسایوں اور آبادی اور وہاں کے راستوں کو دیکھ لو"۔

حضرت سیّدنا اِمام حسن رضی اللہ عنہ کی مشابہت:

حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھا اُن کے ساتھ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ بھی تھے: **مَرَّ بِالْحَسَنِ وَهُوَ یَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَاحْتَمَلَهٗ عَلٰی رَقَبَتِهٖ** "حضرت (سیّدنا اِمام) حسن رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے اور وہ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ امیر المومنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اُنہیں کندھوں پر اُٹھالیا اور فرمایا: **بِاَبِیْ شَبِیْهٌ بِالنَّبِیِّ** صلی اللہ علیہ وسلم **لَیْسَ شَبِیْهًا بِعَلِیٍّ وَعَلِیٌّ یَّضْحَکُ** [۹] "آپ پر میرا باپ قربان ہو جائے اِن کی شبیہ (یعنی حضرت سیّدنا اِمام حسن رضی اللہ عنہ کی) رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی جلتی ہے بہ نسبت اپنے باپ (امیر المؤمنین) حضرت (سیّدنا) علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے تو (امیر المؤمنین) حضرت (سیّدنا) علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہنسنے لگے۔"

ابنِ کثیر نے لکھا ہے یہ حدیث، حدیث مرفوع کے حکم میں ہے۔

رعایا کے حقوق کی حفاظت نہ کرنے والے حاکم پر اللہ جل جلالہ کی لعنت:

حضرت یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، امیر المؤمنین

---

[۸] تاریخ الخلفاء ص ۷۱، کنز العمال حدیث نمبر ۲۴۸۴۳۔ [۹] بخاری جلد ۱ ص ۵۳۰، تاریخ الخلفاء ص ۷۱۔

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے شام کی طرف حاکم بنا کر بھیجا اور نصیحت فرمائی اور رسولِ کریم (رؤف ورحیم) صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشادِ مبارک سنایا:

مَنْ وُّلِّیَ مِنْ اَمْرِ الْمُسْلِمِیْنَ شَیْئًا فَاَمَرَ عَلَیْھِمْ اَحَدًا فَحَابَاہُ فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ مِنْہُ فَرْضًا وَّلَا عَدْلًا حَتّٰی یَدْخُلَہٗ جَھَنَّمَ وَمَنْ اَعْطٰی اَحَدًا حَمَی اللّٰہِ فَقَدِ انْتَھَکَ مِنْ حَمٰی اللّٰہِ شَیْئًا بِغَیْرِ حَقِّہٖ فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ۱۰

''جو مسلمانوں پر والی بنایا گیا وہ اگر کسی اَیسے شخص کو لوگوں پر حاکم بنائے جو رعایا کے حقوق کی حفاظت نہ کرے تو ایسے شخص پر اللہ (عزوجل) کی لعنت ہے اللہ (جل جلالہ) اُس کے فرض اور عدل کو قبول نہ فرمائے گا اور اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) اُسے دوزخ میں ڈال دے گا اور جس نے اللہ (جل جلالہ) کے لئے کسی کی حمایت کی اور پھر وہ بلاسبب اُس کی حمایت سے دستبردار ہو گیا تو اُس پر اللہ (عزوجل) کی لعنت ہے''۔

فضیلتِ خیرات:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے رسولِ کریم (رؤف ورحیم) صلی اللہ علیہ وسلم کو منبرِ مبارک پر فرماتے ہوئے سنا:

اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشَقِّ تَمْرَۃٍ فَاِنَّھَا تُقِیْمُ الْعِوَجَ وَتَدْفَعُ مَیْتَۃَ السُّوْءَ وَتَقَعُ مِنَ الْجَائِعِ مَوْقِعَھَا مِنَ الشَّبْعَانِ ۱۱

''دوزخ کی آگ سے بچو اور آگ سے بچنے کے لئے کھجور کے ٹکڑے ہی کے برابر خیرات کرو کیونکہ خیرات ٹیڑھے کو سیدھا کرتی ہے' میّت کو عذاب سے بچاتی ہے اور بھوکے کو سیر کراتی ہے''۔

---

۱۰ مسند احمد جلد۱ ص ۶' تاریخ الخلفاء ص ۶۹' مجمع الزوائد جلد۴ ص ۱۹۴' مستدرک حاکم جلد۴ حدیث نمبر ۹۳' کنز العمال حدیث نمبر ۱۴۱۶۸۔۱۴۷۴۹۔ ۱۱ مسند احمد جلد۱ ص ۶' تاریخ الخلفاء ص ۶۷' مجمع الزوائد جلد۳ ص ۱۰۵' المعجم الکبیر للطبرانی جلد۱۲ ص ۱۱۳۔

ریاض الجنۃ:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ وَمِنْبَرِیْ عَلٰی تُرْعَۃٍ مِنْ تُرَعِ الْجَنَّۃِ** [۱۲] "میرے مکان (شریف) اور میرے منبر (مبارک) کے درمیان کا ٹکڑا جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہے"۔

اَنبیاء کرام علیہم السلام کی تدفین:

اُمّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، جب رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے پردہ فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن میں لوگوں نے اِختلاف کیا (یعنی کہاں دفنانا چاہئے)؟ تو حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک بات سنی ہے کہ **مَا قَبَضَ اللّٰہُ نَبِیًّا اِلَّا فِی الْمَوْضِعِ الَّذِیْ یُحِبُّ اَنْ یُّدْفَنَ فِیْہِ فَدَفَنُوْہُ فِیْ مَوْضِعِ فِرَاشِہٖ** [۱۳] "اللہ (عزوجل) نے کسی نبی (علیہ السلام) کو وفات نہیں دی مگر اُس جگہ جہاں اُن کا دفن کیا جانا پسند تھا (لہٰذا) نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو بستر (مبارک) کی جگہ ہی میں دفن کرو"۔

وصال: آپ رضی اللہ عنہ پندرہ روز علیل رہ کر پیر اور منگل کی درمیانی شب ۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ کو فوت ہوئے اور رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن ہوئے۔

---

[۱۲] تاریخ الخلفاء ص ۶۸، مسند احمد جلد ۲ ص ۲۳۶، مجمع الزوائد جلد ۴ ص ۹۔۸، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۵ ص ۲۴۷، ترمذی حدیث نمبر ۳۹۱۵، مصنف عبدالرزاق ص ۵۲۴۳، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۲ ص ۱۲۲، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۹۴، دلائل النبوۃ جلد ۲ ص ۵۶۴، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۳۳۸، البدایہ والنہایہ جلد ۳ ص ۲۲۰، کنز العمال حدیث نمبر ۳۴۹۴۴۔ [۱۳] ترمذی حدیث نمبر ۱۰۱۸، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۹۶۳، کنز العمال حدیث نمبر ۶۱ ۱۸۷/۶ ۳۲۲۳، تاریخ الخلفاء ص ۶۷، مرقاۃ جلد ۱۱ ص ۱۰۹۔

مدیر اعلیٰ ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور منیر احمد یوسفی (ایم۔اے) کی تالیفات

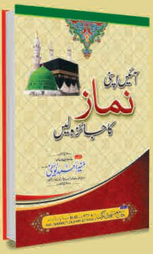

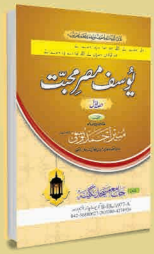

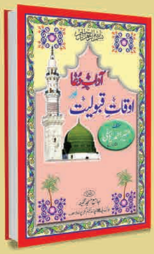

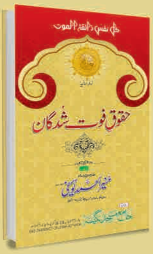

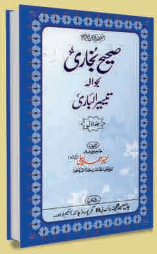

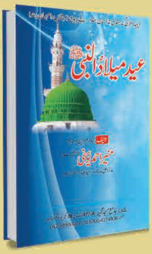

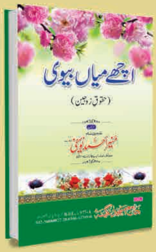

اشاعتِ دینِ اسلام کے لیے آپ اپنے عطیات اس بینک اکاؤنٹ میں بھی جمع کروا سکتے ہیں۔
بینک اکاؤنٹ نمبر 06180017185303 حبیب بینک شادباغ لاہور۔

جامع مسجد نگینہ
ہیڈ آفس

A-977 بلاک B-III گجرپورہ (چائنہ) سکیم لاہور Ph: 042-36880027-28,0300-4274936
Web: www.seedharastah.com E-mail: info@seedharastah.com